عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY — KHATM-E-NUBUWWAT — KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۹ | ۱۵ تا ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق یکم تا ۷ دسمبر ۲۰۲۰ء | شمارہ: ۴۵

تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کے دائرے

فرانس کے صدر کی اسلام دشمنی

فتنۂ قادیانیت کے خلاف شعور بیداری

کاش ہم بھی درسِ عبرت حاصل کریں

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

ترکہ کی تقسیم سے قبل اس سے حاصل ہونے والی آمدنی میں بھی تمام ورثا کا حق ہے

س:...... میرے مرحوم بھائی نے زندگی میں اپنی جائیداد کو دو حصوں میں تقسیم کیا، ایک حصے میں اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ رہائش پذیر تھا، دوسرے حصے کو اپنا ذریعہ معاش بنایا ہوا تھا۔ اس کی جائیداد میں ایک دکان، ایک مکان اور ایک فلیٹ ہے، جس کی آمدنی تقریباً سوا لاکھ بن جاتی ہے۔ مرحوم کی نرینہ اولاد یعنی بیٹا نہیں تھا اور اس کی جائیداد کے ورثا میں ایک بیوہ، دو بھائی، تین بہنیں اور چار بیٹیاں ہیں جن میں تین بیٹیاں شادی شدہ ہیں اور ایک کے ساتھ مرحوم کی بیوہ رہ رہی ہے۔

کیا ہم تین بہنیں اور دو بھائی اپنے مرحوم بھائی کی وفات کے بعد اس کی آمدنی کے حصہ دار ہو سکتے ہیں؟ جبکہ اس کی بیوی ساری آمدنی خود وصول کر رہی ہے اور وارثوں سے کہتی ہے کہ جب میں یہ جائیداد فروخت کروں گی تو تم لوگوں کا جو حصہ بنے گا، دے دوں گی اور جو کرایہ وصول کر رہی ہے، اس میں حصہ دینے کو تیار نہیں۔

ج:...... بصورت مسؤلہ مرحوم نے بوقت انتقال جو کچھ سونا، چاندی، نقد رقم، مکان، پلاٹ، فلیٹ وغیرہ چھوڑا ہے، وہ سب کا سب شرعاً مرحوم کا ترکہ کہلاتا ہے۔ اسی طرح مرحوم کی جائیداد فلیٹ، مکان، دکان وغیرہ سے جو کرایہ ملتا ہے وہ شرعاً ترکہ ہی کے حکم میں ہے۔ مرحوم کے ترکہ میں سے سب سے پہلے مرحوم کی تکفین و تجہیز کے متوسط اخراجات نکالنے کے بعد اگر مرحوم پر کسی کا قرضہ ہو تو وہ ادا کیا جائے گا، اگر مرحوم نے اپنی زندگی میں بیوی کا حق مہر ادا نہ کیا ہو اور نہ ہی بیوی نے معاف کیا ہو تو وہ بھی قرضہ ہے، اس کی ادائیگی بھی مرحوم کے قرضہ سے ہوگی۔

اس کے بعد اگر مرحوم نے کسی غیر وارث کے لئے کوئی وصیت کی ہو تو کل ترکہ کی ایک تہائی تک اسے نافذ کرنے کے بعد بقیہ کل ترکہ کو ۱۶۸ حصوں پر تقسیم کیا جائے گا، جن میں سے ۲۱ حصے بیوہ کو ۲۸، ۲۸ حصے ہر ایک زندہ بیٹی کو جبکہ ۱۰، ۱۰ حصے ہر ایک زندہ بھائی اور ۵، ۵ حصے ہر ایک زندہ بہن کو ملیں گے۔

واضح رہے کہ مذکورہ ورثا کا جس طرح مرحوم کی جائیداد وغیرہ میں شرعاً حصہ مقرر و متعین ہے، اسی طرح قبل از تقسیم مذکورہ جائیداد سے حاصل ہونے والی آمدنی میں بھی مذکورہ تناسب سے ان کا حصہ مقرر و متعین ہے۔ مرحوم کی بیوہ پر لازم ہے کہ جلد از جلد مرحوم کا ترکہ اس فتویٰ میں درج شرعی طریقہ کے مطابق تقسیم کر کے ہر وارث کو اس کا مقررہ حصہ دے دیں اور یوں اپنا ذمہ بری کر کے اپنی آخرت سنواریں۔

واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ
ختمِ نبوّت
مجلس

مجلسِ ادارت
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۹ ۱۵ تا ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق یکم تا ۷ دسمبر ۲۰۲۰ء شمارہ:۴۵

اس شمارے میں!

فرانس کے صدر کی اسلام دشمنی	۴	محمد اعجاز مصطفی
تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کے دائرے	۹	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
فتنۂ قادیانیت کے خلاف شعور بیداری....	۱۱	مولانا محمد انصار اللہ قاسمی
سیرت نبوی کا مطالعہ، وقت کی اہم ضرورت	۱۲	مفتی احمد عبید اللہ یاسر قاسمی
کاش! ہم بھی درس عبرت حاصل کریں	۱۵	مولانا مصلح الدین قاسمی
تین روزہ ختم نبوت کورس برائے طالبات	۱۸	رپورٹ: مولانا احسن نسیم
عرب اور ترک.....	۱۹	حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
یہود و نصاریٰ اور دین اسلام	۲۱	مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی	۲۳	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی
فتنۂ گوہر شاہی کے تعاقب میں....	۲۶	مولانا توصیف احمد، حیدرآباد

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

فرانس کے صدر کی اسلام دشمنی

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

اسلام کا ہر پیروکار سراپا سلامتی اور امن وامان کا علمبردار ہے۔ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام قابل احترام اور لائق تعظیم ہیں۔ ہر مسلمان کے نزدیک اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت وعقیدت اسلام کا جزو ہے، ان کی فرمانبرداری اور اطاعت تکمیل ایمان کا سبب ہے اور ان سے وفاداری وشیفتگی اسلام کی اساس اور اہل اسلام کی شناخت ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

۱:-’’قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۔‘‘ (التوبۃ:۲۴)

ترجمہ:’’تو کہہ دے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور حویلیاں جن کو پسند کرتے ہو تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور لڑنے سے اس کی راہ میں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ بھیجے اللہ اپنا حکم اور اللہ راستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو۔‘‘

۲:-’’اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ۔‘‘ (الاحزاب:۶)

ترجمہ:’’نبی سے لگاؤ ہے ایمان والوں کو زیادہ اپنی جان سے۔‘‘

۳:-’’اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّلَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا۔‘‘ (الاحزاب:۵۷)

ترجمہ:’’جو لوگ ستاتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو ان کو پھٹکارا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں اور تیار رکھا ہے ان کے واسطے ذلت کا عذاب۔‘‘

۴:-’’اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗٓ اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ۔‘‘ (المجادلۃ:۲۰،۲۱)

ترجمہ:’’ جو لوگ خلاف کرتے ہیں اللہ کا، اور اس کے رسول کا، وہ لوگ ہیں سب سے بے قدر لوگوں میں اللہ لکھ چکا کہ میں غالب ہوں گا اور میرے رسول۔‘‘

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

۱:-’’لا یؤمن أحدکم حتی أکون أحب إلیہ من والدہ وولدہ والناس أجمعین۔‘‘

(متفق علیہ، مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، الفصل الاول ص:۱۲، ط: قدیمی کتب خانہ)

ترجمہ:’’تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد، اولاد اور تمام

لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔‘‘

۲:-’’المرء مع من أحب.‘‘ (صحیح بخاری، کتاب الادب، باب علامۃ حب اللہ عزوجل، رقم الحدیث:۶۱۶۹)

ترجمہ:’’آدمی (قیامت کے دن) اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی۔‘‘

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کے ان ارشادات کی بنا پر ہر مسلمان حضور اکرم ﷺ سے محبت کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتا ہے، اس لئے اپنی جان، مال، عزت وآبرو سب کچھ حضور ﷺ کی عزت وناموس کی حفاظت پر قربان کرنے کو اپنی سعادت اور کامیابی سمجھتا ہے۔

حکومت فرانس کی جانب سے نبی کریم خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے گستاخانہ خاکے بنانے کی حمایت اور اس کو اظہارِ رائے کی آزادی قرار دینا بہت ہی افسوسناک اور غمناک ہے، جو دنیا بھر کے مسلمانوں کے دلوں میں تشویش اور اضطراب کا باعث ہے۔

آزادیِ اظہار کا بے محابہ اور غیر محدود استعمال نہ صرف انسانی واخلاقی اقدار کے خلاف ہے، بلکہ اس سے امن وامان کی صورت حال کو بھی سنگین خطرات لاحق ہوگئے ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کے بارہ میں مغرب اور پوری دنیا کا رویہ یکسر منافقانہ اور دوہرے معیار پر مبنی ہے، آئے دن میڈیا میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارہ میں قابل اعتراض اور نفرت آمیز مواد شائع ہوتا رہتا ہے اور آزادیِ اظہارِ رائے کی آڑ میں اس کی حمایت کی جاتی ہے، جس کی تازہ مثال گزشتہ ہفتے فرانس کے ایک میگزین چارلی ہبڈو نے حضور اکرم ﷺ کے کچھ اور توہین آمیز خاکے بنائے، اس کو پورے فرانس میں عام کیا گیا اور پھیلایا گیا۔ فرانس کے شہر پیرس کے مضافاتی علاقے کے ایک مڈل اسکول کے ایک استاذ نے یہ خاکے آٹھویں جماعت کے معصوم اور خالی الذہن طلبہ کو دکھائے۔ مسلمان طلبہ مشتعل ہوگئے، انہوں نے اپنے گھر والوں کو یہ بات بتائی، فرانس کے مسلم باشندوں نے اسکول انتظامیہ کو اس کی شکایت کی، تھانے میں بھی کچھ مسلمان والدین نے درخواست دی، اسکول انتظامیہ اور تھانہ والوں نے کہا کہ یہ خاکے دکھانا نہ تو ملکی قوانین کی خلاف ورزی ہے اور نہ اسکول کے نظم اور ضابطے کے خلاف ہے۔ اس کے بعد ۱۶ اکتوبر ۲۰۲۰ء بروز جمعہ کو ایک اٹھارہ سالہ مسلم شیشانی عبداللہ اندروف نامی طالب علم نے ردِ عمل میں اسکول کی چھٹی کے بعد اس سیموئیل پیٹی نامی ٹیچر کو- جس نے یہ توہین آمیز خاکے کلاس میں دکھائے- قتل کردیا اور پولیس نے اس طالب علم کو بھی گولی مار کر شہید کردیا۔

اس واقعہ پر فرانس کے صدر میکرون اور اسلام مخالف عناصر آپے سے باہر ہوگئے، فرانس کے صدر نے ایک ریلی کی قیادت کی، جس میں اس ملعون ٹیچر کو قومی ہیرو قرار دیتے ہوئے اسے قومی ایوارڈ سے نوازنے کا اعلان کیا اور گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کو آزادی اظہارِ رائے قرار دیتے ہوئے کہا کہ:’’ہم خاکے بنانا نہیں چھوڑیں گے اور اب ان خاکوں کو عوامی مقامات پر لگایا جائے گا۔‘‘ چنانچہ اس کے بعد تمام سرکاری عمارتوں کے علاوہ جہاں مسلمان آباد ہیں، وہاں ان محلوں میں بطور خاص یہ خاکے لٹکائے گئے۔

یہ کتنا افسوس کی بات ہے کہ فرانس کے صدر نے اس ملک کے ساٹھ لاکھ باشندوں اور پوری دنیا کے مسلمانوں کے جذبات کی پروانہ کرتے ہوئے گستاخی کرنے والے اخبار کی بڑی ڈھٹائی کے ساتھ نہ صرف یہ کہ حمایت کی، بلکہ سرکاری عمارتوں پر ان گستاخانہ خاکوں کے بڑے بڑے بینر آویزاں کیے، اس سے مسلمانوں میں غیظ وغضب اور اشتعال پیدا ہونا ایک فطری امر تھا، اس کا نتیجہ ہے کہ پوری دنیا کے مسلمان فرانس کے صدر کے اس اقدام کے خلاف صدائے احتجاج بلند کررہے ہیں اور ان کی مصنوعات کا بھرپور انداز میں بائیکاٹ کررہے ہیں۔

دانشور حضرات کا کہنا یہ ہے کہ فرانس نے ایک عرصہ سے جو مذہب بیزاری کا علم بلند کیا ہوا ہے اور اس نے آسمانی تعلیمات کو ہر جگہ سوسائٹی کے اجتماعی اور معاشرتی معاملات سے نکالنے کے لئے بہت سے مذاہب کو اپنا ہمنوا بنالیا ہے، ایک مسلمان ہی ایسے ہیں جو ابھی تک فرانس سمیت ہر جگہ اپنے مذہب اور اپنے پیغمبر ﷺ کی تعلیمات کے ساتھ کسی نہ کسی درجہ میں جڑے ہوئے ہیں، اس کو وہ اپنی اقدار، اپنے فلسفہ، اپنے کلچر اور اپنی تہذیب کے خلاف سمجھتے ہیں، اس لئے وہ پردہ، اذان اور اسلامی تعلیمات پر پابندی لگا کر مسلمانوں کو ہراساں کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے جان سے زیادہ عزیز اور پیارے نبی ﷺ کی توہین کرکے مسلمانوں کے قلوب کو مجروح اور زخمی کرتے رہتے ہیں۔ فرانس کے صدر کی اس ناپاک جسارت اور ملعون حرکت پر سب

سے مؤثر اور پرزور ردِعمل ترکی کے صدر جناب طیب اردوان نے اپنی ایک نشری تقریر میں دیا، انہوں نے کہا:

’’ترک عوام فرانسیسی مصنوعات کا اسی طرح بائیکاٹ کریں، جیسے قطر اور کویت کی سپر مارکیٹوں میں کیا جارہا ہے، فرانس میں جس شخص کے پاس حکمرانی ہے، وہ اپنے راستے سے ہٹ گیا ہے، وہ ایک مریض ہے اور اسے واقعی دماغ کے علاج کی ضرورت ہے۔ انہوں نے فرانسیسی صدر کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ فاشزم کو ہم نے جرمنی اور اٹلی میں دیکھا ہے، ہم نازی ازم دیکھ چکے ہیں، تم بالکل اسی راستے پر ہو، جس پر وہ تھے۔ ہماری کتاب قرآن کریم نہ ہمیں فاشزم سکھاتی ہے اور نہ ہی نازی ازم۔ ہماری کتاب قرآن ہمیں سماجی انصاف سکھاتی ہے اور ہم اسی کی ہدایت کے مطابق سماجی انصاف کے راستے پر چلتے ہیں۔‘‘

اور یہ خبر بھی سوشل میڈیا پر چل رہی ہے کہ فرانس کے صدر نے ایک تقریب میں ترکی کے صدر سے ہاتھ ملانے کی کوشش کی تو اس پر ترکی کے صدر نے کہا کہ:

’’اس سے کہو کہ میں تمہیں ہاتھ نہیں ملاسکتا، اس لئے کہ کل میں اپنے آقا، شافع روزِ جزا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو کیا منہ دکھاؤں گا؟‘‘

حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم نے کوئٹہ میں پی ڈی ایم کے بہت بڑے عوامی جلسہ میں فرانس کے صدر کی گستاخانہ حرکتوں کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا: ’’ہم ایسے حکمرانوں کے چہرے پر تھوکتے ہیں۔‘‘

اس کے علاوہ ہماری حکومت نے بھی فرانس کے صدر کے اس اقدام کے خلاف قومی اسمبلی اور سینیٹ میں مذمتی قراردادیں منظور کیں، پوری پاکستانی قوم خواہ ان کا تعلق کسی بھی مذہبی جماعت سے ہو یا سیاسی جماعت سے یا تجارتی برادری سے سب نے پورے ملک میں مظاہرے کئے، ریلیاں نکالیں، اور ان کا مطالبہ ہے کہ فرانس کی تمام مصنوعات کا اس وقت تک بائیکاٹ کیا جائے جب تک فرانس کا صدر امت مسلمہ سے معافی نہ مانگ لے اور ساتھ ساتھ ان کا مطالبہ ہے کہ فرانس کے سفیر کو ملک بدر کیا جائے اور پاکستانی سفیر کو احتجاجاً فرانس سے واپس بلایا جائے۔

مغربی ممالک میں سے صرف کینیڈا کے وزیر اعظم جسٹن ٹروڈو نے مغربی ممالک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ: ’’ہم آزادیٔ اظہار پر کوئی کمپرومائز نہیں کرتے، لیکن آزادیٔ اظہار کی بھی حدود و قیود ہیں۔‘‘ اس نے اپنی سوسائٹی کے اعتبار سے مثال دیتے ہوئے کہا کہ: ’’آپ کو سینما میں چلتی فلم کے دوران اپنی رائے کے پرزور اظہار کی آزادی حاصل نہیں ہوتی، تاکہ وہاں فلم دیکھنے آئے ہوئے دیگر لوگ ڈسٹرب نہ ہوں، بجائے کہ آپ ایسے معاملات میں یہ حق استعمال کریں جو دیگر قوموں کے لئے حساس ہو۔‘‘

ہر باشعور شخص جانتا ہے کہ مغرب نے اظہارِ خیال کی آزادی کا ایک خود ساختہ پیمانہ بنایا ہوا ہے، اس لئے کہ اگر کوئی شخص یہودیوں کے ہولوکاسٹ کا انکار کرے یا اس موضوع پر اپنی تحقیق پیش کرے تو وہ مجرم ہے۔ اگر کوئی نائن الیون کو فرضی کہانی قرار دے تو وہ سزا کا مستحق ہے۔ اگر کوئی نازی جرمنی میں رہتا ہے تو نازی پارٹی پر تنقید نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی سوویت یونین میں رہتا ہے تو وہ کمیونسٹوں کے خلاف نہیں بول سکتا۔ اگر کوئی چین میں رہتا ہے تو وہ چینی کمیونسٹ پارٹی پر تنقید نہیں کرسکتا۔ اسی طرح شمالی کوریا میں کوئی رہتا ہے تو کم جونگ آن کی بات کرنا مصیبت کو دعوت دینا ہے۔ اگر کوئی کیوبا میں رہتا ہے تو وہ کیوبا کی کمیونسٹ پارٹی پر تنقید نہیں کرسکتا، حتیٰ کہ امریکہ میں رہ کر کوئی یہودی لابی کے خلاف بات نہیں کرسکتا، اس لئے کہ یہ وہ ہیں جو آزادیٔ اظہارِ رائے کو کنٹرول کرتے ہیں۔

جب ترکی کے صدر جناب طیب اردوان نے فرانس کے صدر کی اس حرکت پر اس کو اپنے دماغ کا علاج کرانے کا مخلصانہ اور دانشمندانہ مشورہ دیا تو اس کو بہت صدمہ پہنچا کہ اس کی اہانت کی گئی ہے۔ یہاں اس کو یہ خیال کیوں نہیں آیا کہ اس کی بدتمیزی سے دنیا میں کتنے انسانوں کا دل زخمی ہوا؟ یہاں اظہارِ رائے کی آزادی کا کیوں کوئی احترام نہیں؟ اسی طرح امریکہ کی ستائیس ریاستوں میں اسرائیل کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے والی کمپنیوں، افراد یا اداروں کے خلاف سزا کا قانون کیوں موجود ہے؟ یہ کونسی اظہارِ رائے کی آزادی کا مظہر ہے، جس کے مطابق ان ریاستوں میں اسرائیلی مصنوعات کے بائیکاٹ کرنے پر سزا دی جاتی ہے؟ جبکہ خود یورپی عدالت برائے انسانی حقوق 2018ء میں یہ فیصلہ دے چکی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) کو معاذ اللہ بدنام کرنے کی کوشش کرنا

"Goes beyond the permissible limits of an objective debate" (معروضی بحث کی اجازت کی حد سے باہر ہے)۔ یہ فیصلہ اس وقت سامنے آیا جب آسٹریا کی ایک عورت کو اس کی سزا سنائی گئی، اس عورت نے سزا کے خلاف یہ کہہ کر اپیل کی تھی کہ وہ یورپی کونشن برائے انسانی حقوق کی شق 10 جو آزادیِ اظہار سے متعلق ہے، کے تحت اپنے خیالات کے اظہار میں آزاد ہے، مگر یورپی یونین کی سات رکنی عدالت نے اس عورت کا موقف مسترد کرتے ہوئے فیصلے میں لکھا کہ:

"That by considering the impugned statements as going beyond the permissible limits of an objective debate and classifying them as an abusive attack on the prophet of islam, which could stir up prdjudice and put at risk religious peace , the domestic courts put forward relevant and sufficient reasons."

''گستاخانہ بیانات کو کسی معقول مباحثے کی جائز حد سے تجاوز کرنے اور انہیں پیغمبر اسلام پر مکروہ حملہ قرار دیتے ہوئے جو تعصب کو جنم دے سکتا ہے اور مذہبی امن کو خطرے میں ڈال سکتا ہے، اس پر غور کرکے علاقائی عدالتوں نے متعلقہ اور مناسب وجوہات پیش کیں کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔''

یعنی ''یورپین کورٹ آف ہیومن رائٹس (ای سی ایچ آر) کے فیصلے کے تحت حضرت محمد ﷺ کو بدنام کرنا'' کسی معروضی مباحثے کی جائز حد سے بالاتر ہے'' اور ''تعصب کو جنم دے سکتا ہے اور مذہبی امن کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے'' اور یوں آزادیِ اظہار رائے کی اجازت کی حد سے تجاوز کیا جاسکتا ہے۔''

آزادیِ اظہار کی حدود سے متعلق یہ یورپ کی سب سے بڑی عدالت کا فیصلہ ہے۔''

ہماری دانست میں فرانس کے صدر کی موجودہ جھنجھلاہٹ کا سبب دو باتیں ہوسکتی ہیں، ایک وجہ تو یہ ہے کہ آزاد ذرائع سے سروے کرنے والے اداروں کا کہنا ہے کہ فرانس میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے اور ۲۰۴۰ء میں اسلام فرانس کا سب سے بڑا مذہب ہوگا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ فرانس کا صدر آئندہ الیکشن جیتنے کے لئے مسلمانوں کے خلاف یہ غیظ وغضب دکھا اور پابندیاں لگا رہا ہے، تاکہ اپنے غیر مسلم ووٹروں کے دلوں میں اپنی جگہ بنا سکے، اس کے علاوہ بھی کچھ وجوہات ہوسکتی ہیں، جن کی بنا پر یہ توہین آمیز خاکے بنائے اور عام کئے جارہے ہیں، مثلاً:

۱:- اسلام کے خلاف نفرت کا اظہار کرنا اور لوگوں کو اسلام سے متنفر کرنا۔

۲:- مسلمانوں کو اشتعال دلانا، تاکہ ان کے مشتعل اقدامات کو بہانہ بناکر اسلام اور مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دیا جائے۔

۳:- اسلام کی تیز رفتار اشاعت پر قدغن لگانا، تاکہ اسلام کی طرف مائل ہونے والا یورپی طبقہ دوری اختیار کرے۔

۴:- ملک کے اصلی مسائل اور موضوعات سے عوام کو بھٹکانا۔

ان حالات میں مسلمانوں کے لئے یہ بات ضروری ہوجاتی ہے کہ: پوری دنیا کے مسلمان ہر ممکن ذرائع اختیار کرکے اقوامِ متحدہ سے مطالبہ کریں کہ وہ اظہارِ رائے کی آزادی کی جائز، منصفانہ اور شریفانہ حدود قائم کرے، جس میں یہ بات شامل ہو کہ کسی بھی مذہب کی مقدس شخصیتوں کی اہانت ایک جرم اور دل آزاری ہے اور یہ اظہارِ رائے کے دائرہ میں نہیں آتی، بلکہ اشتعال انگیزی اور تشدد پسندی کے دائرہ میں آتی ہے۔

۲:- او آئی سی کا اجلاس بلاکر تمام مسلم ممالک متفقہ لائحہ عمل اپنا کر اقوامِ متحدہ سے یہ مطالبہ کریں کہ آئندہ ایسی شرانگیزی کرنے والی حکومتوں سے اپنے تعلقات ختم کردیں یا محدود کریں۔

۳:- جہاں مسلم حکومتیں نہ ہوں، وہاں مسلمان انفرادی طور پر اور جہاں ان کی حکومتیں ہوں، وہ ممالک حکومتی سطح پر فرانس کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ موجودہ دور میں یہ پرامن احتجاج کا ایک مؤثر طریقہ ہے اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے۔ نیز مسلم ممالک ڈالر، یورو اور پاؤنڈ کے ذریعہ معاملہ نہ کریں، بلکہ مسلم ممالک اپنی اپنی کرنسیوں کے ذریعہ تجارت کو اپنا وطیرہ بنائیں، ان شاء اللہ اس سے ان ممالک کو مؤثر پیغام جائے گا۔

۴:-ایک اہم کام یہ ہے کہ دنیا کی مختلف زبانوں میں حضور اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر لٹریچر تیار کیا جائے، جس میں حضور اکرم ﷺ کے اخلاق، آپ ﷺ کی سیرت، اور آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر مشتمل مضامین کو شامل کیا جائے۔

۵:- ہر مسلمان اسلامی تعلیمات پر مکمل عمل کرنے کو اپنی زندگی کا جزو بنائے اور غیر اسلامی نظریات، افکار، خیالات، عادات واطوار، تہذیب وتمدن، معاشرت اور سیاست وغیرہ سے کلی اجتناب کرے، خصوصاً فیشن پرستی کو چھوڑ کر سادہ زندگی گزارنے کو ترجیح دے۔

۶:- ہر گھر میں حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات اور سیرت کے مطالعہ کو عام کریں، نمازوں کا اہتمام کیا جائے، زندگی کے ہر موڑ پر رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کو معلوم کر کے اس پر عمل کر کے بدعات اور خرافات سے کلی کنارہ کشی اختیار کی جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت اور ان کے حالاتِ زندگی سے خوب واقفیت حاصل کر کے انہیں کے نقوش پر زندگی گزارنے کی کوشش کی جائے۔

۷:- علمائے کرام سے محبت اور دینی ودنیوی ہر معاملہ میں ان سے راہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

ان شاءاللہ ان باتوں پر عمل کرنے سے جہاں ہم اپنے نبی مکرم، فخر معظم، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ان گستاخوں کو مؤثر جواب دے سکیں گے، وہاں اپنے مذہب اسلام اور حضور اکرم ﷺ کے اخلاق واعمال اور سیرت وکردار کا نمونہ بھی پوری دنیا کے سامنے پیش کرنے کا فریضہ ادا کر سکیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین!

جامعہ زبیریہ پشاور کے طلبہ کی شہادت

پشاور میں کوہاٹ روڈ، دیر کالونی میں واقع جامعہ زبیریہ میں دھماکے سے پانچ طالب علموں سمیت ۸ افراد شہید جبکہ ۱۱۲ زخمی ہوگئے۔ دھماکا منگل کی صبح آٹھ بجے اس وقت پیش آیا، جب درسِ قرآن کی کلاس جاری تھی۔ دھماکے سے مدرسہ کا ہال خون سے لت پت ہوگیا۔ مدرسہ سے ملحقہ مسجد کے ایک حصے کو بھی شدید نقصان پہنچا۔ دھماکے کی آواز دور دور تک سنی گئی اور قریبی عمارتیں بھی لرز گئیں، جس سے خوف وہراس پھیل گیا۔ پولیس کے مطابق نامعلوم شخص بیگ میں ٹائم بم رکھ کر گیا اور دہشت گردی کے لئے ۵ سے ۶ کلو بارودی مواد استعمال کیا گیا، جس میں چھرے بھی موجود تھے۔ درس دینے والے مولانا رحیم گل معجزانہ طور پر محفوظ رہے۔ آگ لگنے سے کئی زخمی بری طرح جھلس گئے، جن میں دس کی حالت تشویشناک بتائی جاتی ہے۔ دوسرے ہال میں ایک ہزار طلبہ موجود تھے۔

یہ عجیب بات ہے کہ حکومت اور ایجنسیوں کی طرف سے یہ تو بتایا جاتا ہے کہ دہشت گرد ملک میں گھس آئے ہیں، لیکن ان کو روکنے کا ان کے پاس کوئی انتظام نہیں۔ اس ادارہ کے بارہ میں تو شنید ہے کہ دھماکے سے تین دن پہلے پولیس نے اس ادارہ کی انتظامیہ کو مطلع کیا تھا کہ یہاں دہشت گردی ہوسکتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب پولیس اور انٹیلی جنس اداروں کو معلوم ہے کہ یہ مدرسہ نشانہ پر ہے تو اس کے لئے سیکورٹی کا انتظام کیوں نہ کیا گیا؟ اور دھماکے کے بعد ابھی تک دھماکا کرنے والوں کا کوئی سراغ کیوں نہیں لگایا جاسکا، جب کہ خدانخواستہ اگر یہ دھماکا کسی اسکول، کالج یا یونیورسٹی میں ہوتا تو اس کے قاتل چوبیس گھنٹوں میں منظر عام پر لائے جاتے اور ان کے لئے سزائے موت کا فیصلہ بھی ہوچکا ہوتا، لیکن چونکہ یہ مدرسہ کے طلبہ ہیں جو قرآن وسنت کی تعلیم پانے والے ہیں، گورنمنٹ کے ہاں ان کی کوئی اہمیت نہیں، اس لئے کوئی سرکاری وزیر، مشیر، وفاقی یا صوبائی ان شہید طلبہ کی تعزیت کے لئے نہیں گیا۔ ٹھیک ہے، روزِ جزاء جب یہ معاملہ کھلے گا تو ان شاءاللہ! دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے گا، وہاں قاتلوں، ان کے سرپرستوں اور سہولت کاروں کے لئے چھپنے کے لئے کوئی مقام نہ ہوگا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تمام شہداء کے لئے رفع درجات کی دعا کرتی ہے۔ اہل مدرسہ اور اُن کی انتظامیہ سے دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام زخمی طلبہ کو جلد از جلد صحت وعافیت عطا فرمائے، ان کے ورثہ کو صبر کی توفیق عطا فرمائے اور تمام دینی مدارس وعلماء کرام کی حفاظت فرمائے، آمین!

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد و علٰی آلہٖ و صحبہٖ أجمعین

تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کے دائرے

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے تعاقب کے لئے کام کرنے کے کئی دائرے ہیں:

۱:... تحفظ ختم نبوت کا پہلا دائرہ اعتقادی ہے۔ اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی، آخری رسول اور آخری پیغمبر ہیں۔ آپ کے بعد قیامت کی صبح تک کوئی نیا نبی نہ ہوگا۔ اس عقیدہ کے اثبات کے لئے قرآن پاک کی ایک سو آیات، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو سو سے زائد احادیث موجود ہیں۔ نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا پہلا اجماع عقیدۂ ختم نبوت پر منعقد ہوا۔ عقل سلیم اور قیاس شرعی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جس چیز کی ابتدا ہو اس کی انتہا بھی ہونی چاہئے۔ چنانچہ نبوت کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور انتہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ہوئی۔ ارشاد نبوی ہے: ’’اول الانبیاء آدم و آخرھم محمد۔‘‘

۲:... دوسرا دائرہ علمی ہے، اگرچہ قادیانیوں کے پاس دلائل کی دنیا میں کوئی ایک دلیل بھی نہیں، بایں ہمہ وہ آیاتِ قرآنی کی خود ساختہ تشریح وتفسیر کرتے ہیں۔ نیز بعض موضوع روایات کا سہارا لیتے ہیں۔ ان کے دجل وفریب کا تعاقب اور شبہات کا جواب انتہائی ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ سمیت سینکڑوں علماء کرام نے شاندار خدمات سرانجام دی ہیں۔ احتسابِ قادیانیت کا مطالعہ مفید ہے۔

۳:... تیسرا دائرہ سماجی ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے انکار اور نئی وحی و نبوت کو قبول کرنے سے معاشرہ پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں، ان کو واضح کیا جائے اور سماجی نقصانات کی نشاندہی کی جائے۔ اس سلسلہ میں مفکر پاکستان، شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ نے ٹھوس کام کیا ہے، علامہ فرماتے ہیں: ’’نبی اللہ تعالیٰ کے نمائندہ کے طور پر غیر مشروط اطاعت کا مرکز ہوتا ہے اور وہ دینی معاملات میں آخری اتھارٹی ہوتا ہے، اس لئے نبی کے بدلنے سے اطاعت اور وفاداری کا مرکز تبدیل ہوجاتا ہے۔ اس لئے عقیدۂ ختم نبوت قیامت تک وحدت امت کی اساس وبنیاد ہے۔ اس سے انحراف وحدت امت سے انحراف ہے۔‘‘

۴:... چوتھا دائرہ سیاسی ہے۔ نئی نبوت اور وحی کے سیاسی عزائم کیا ہیں؟ جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا کہ: ’’میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں اور میری نبوت کا سب سے اہم مقصد جہاد کو حرام قرار دینا ہے۔‘‘ ان کے سیاسی عزائم سے آگاہی کے لئے آغا شورش کشمیریؒ اور مولانا تاج محمودؒ کی تحریرات کا مطالعہ مفید ہے۔ سابق وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے کہا تھا: ’’قادیانی چاہتے ہیں کہ انہیں پاکستان میں وہی حیثیت حاصل ہو، جو امریکا میں یہودیوں کو حاصل ہے کہ کوئی پالیسی اور قانون ان کی مرضی کے بغیر نہ بن سکے۔‘‘

۵:... سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک اور بعد کے ادوار میں مدعیانِ نبوت کے انجام عوام کے سامنے بیان کئے جائیں تاکہ انہیں عبرت حاصل ہو، اس سلسلہ میں سب سے بہترین کتاب تلمیذ شیخ الہند حضرت مولانا محمد رفیق دلاوریؒ کی ’’ائمہ تلبیس‘‘ ہے، جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے چند سال پہلے شائع کی۔

۶:... چھٹا دائرہ خلافت کا ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’کانت بنو اسرائل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفه نبی وانه لا نبیّ بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون۔‘‘ (رواہ البخاری)

ترجمہ: ’’حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد امت کی قیادت و سیادت خلفاء کے سپرد فرمادی، تو اس طرح نبوت وخلافت

لازم وملزوم ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیادت و سیادت کا سلسلہ اور امت کے اجتماعی کاموں کا سلسلہ امت کے خلفاء کے سپرد کیا گیا۔"

۷:... نسل انسانی کو اسلام کی دعوت وتبلیغ کا فریضہ امت مسلمہ کے سپرد کیا گیا۔ دنیا کے ہر فرد تک توحید کا پیغام اور قرآن و سنت کی تعلیمات کو پہنچانا پوری امت کی اجتماعی ذمہ داری ہے، جیسا کہ فرمایا: "بلغوا لو عنی ولو آیة"... میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ تمہارے پاس ایک آیت کیوں نہ ہو... اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ: "فلیبلغ الشاهد منكم الغائب"... جو لوگ موجود ہیں وہ آئندہ نسلوں تک میرا پیغام پہنچائیں....

۸:... رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی شخصیت نہیں آئے گی، جو غیر مشروط اطاعت کی حقدار ہو۔ حتی کہ خلفائے راشدین کی اطاعت بھی غیر مشروط نہیں، کیونکہ وہ معصوم عن الخطاء نہیں بلکہ وہ مجتہد کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۹:... قادیانیوں نے بین الاقوامی اداروں اور لابیوں کو اپنی پناہ گاہ بنا رکھا ہے، لہٰذا بین الاقوامی اداروں اور لابیوں میں قادیانی دجل وفریب کا پردہ چاک کرنے کے لئے اور اہل اسلام کے موقف کو واضح کرنے کے لئے ہماری طرف سے منظم کام ہونا چاہئے۔

۱۰:... ہماری جدوجہد کا دسواں دائرہ انہیں دعوت اسلام دینا ہے اور دعوت کا ماحول پیدا کرنا ہے، چنانچہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسود عنسی، مسیلمہ کذاب، طلیحہ اسدی اور سجاح نے نبوت کا دعویٰ کیا، اول الذکر دونوں دعویٰ نبوت پر اڑے رہے جبکہ موخر الذکر دونوں نے دعویٰ نبوت سے توبہ کرلی، اسلام قبول کرلیا اور دونوں اسلام کی حالت میں فوت ہوئے۔

قادیانیوں کو اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کا راستہ اختیار نہیں کرنا چاہئے بلکہ طلیحہ اسدی اور سجاح کے طرز کو اپنا کر اسلام کی طرف لوٹ آنا چاہئے۔

(نوٹ: اس مضمون کا بنیادی ماخذ مولانا زاہد الراشدی کی کتاب "عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت" ہے)۔☆☆☆

مولانا محمد عبداللہؒ آف منکیرہ بھکر

منکیرہ ضلع بھکر کے تھل کا علاقہ ہے، جہاں ہر طرف ریت کے ٹیلے نظر آتے ہیں۔ وہاں جمعیت علماء اسلام کے مرکزی سرپرست اعلیٰ مولانا محمد عبداللہؒ بھکر نے اپنے ہی ہم نام مولانا محمد عبداللہ کی تشکیل فرمائی کہ آپ ریتیلے علاقہ میں شاہی مسجد جو مغل دور میں کسی نواب نے تعمیر کرائی اور ویران تھی، اسے جا کر آباد کریں۔

موصوف دارالعلوم کبیر والا کے فاضل تلمیذ انور شاہؒ مولانا عبدالخالق المعروف صدر صاحب مولانا علی محمدؒ، مولانا صوفی محمد سرورؒ، ہمارے استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، مولانا منظور الحقؒ، مولانا ظہور الحقؒ کے شاگرد رشید تھے۔ آپ نے منکیرہ آ کر مدرسہ عزیز الاسلام کو آباد کیا۔ آپ ہمارے ایک اور استاذ جی مولانا منیر احمد منور مدظلہ کے رفیق درس تھے۔ موصوف نے تقریباً نصف صدی منکیرہ میں رہ کر عوام الناس کے اعمال وعقائد کی اصلاح میں گزار دی۔ آپ ایک عرصہ تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منکیرہ کے امیر رہے، نیز جمعیت علماء اسلام کے فدائیوں اور سپاہیوں میں سے تھے۔ مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ پر جان چھڑکتے تھے۔ منکیرہ کے علاقہ کے خربوزے بہت مشہور ہیں۔ ہمارے مبلغ مولانا محمد علی صدیقیؒ کے مطابق موصوف ہر سال "خربوزہ کانفرنس" منعقد کرتے، جس میں جمعیت علماء اسلام کو دعوت دیتے۔ اس طرح انتہائی مصروف حضرات کے لئے ایک تفریح کا سبب بن جاتا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا عبدالستار حیدری (سابق)، مولانا حمزہ لقمان سلمہ، موجودہ مبلغ مولانا محمد ساجد سلمہ کا منکیرہ میں ہیڈ کوارٹر مولانا کا مدرسہ رہا ہے۔ مولانا مرحوم ایک اچھے ماہر عملیات بھی تھے۔ ستم رسیدہ لوگوں کا روحانی علاج بھی کرتے۔ آپ ۳۱؍دسمبر ۲۰۱۸ء کو ۷۷ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ راقم کو اس دوران حاضری کا موقع نہ مل سکا۔ مدرسہ، جامع مسجد ختم نبوت کے خطیب نے ۱۵؍اکتوبر کو اپنی مسجد میں "ناموس رسالت وناموس صحابہ کانفرنس" رکھی۔ مولانا محمد ساجد سلمہ کی معیت میں منکیرہ حاضری ہوئی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

فتنۂ قادیانیت کے خلاف شعورِ بیداری

کے لئے مناسب حکمتِ عملی اور دور اندیشی کی ضرورت

مولانا محمد انصار اللہ قاسمی

ایک شخص اپنے دوست کو شراب کے حرام ہونے کے بارے میں بتانا اور سمجھانا چاہ رہا تھا اس نے قرآن مجید کی آیات اور احادیث سے شراب کی حرمت کو واضح کیا۔ اس کے بعد کہا: فلاں جگہ شراب کی دکان ہے، فلاں وقت سے فلاں وقت تک کھلی رہتی ہے، اس میں شراب کی اتنی اقسام دستیاب ہیں، شراب کی فلاں قسم بہت معیاری اور اعلیٰ کوالٹی کی ہے، شراب کی اس دکان میں بہت سے مشہور لوگ بھی آیا کرتے ہیں۔

یہ ایک مثال ہے، اس کے ذریعہ گمراہ اور خارج اسلام فتنوں کے بارے میں آگاہی اور ان کے خلاف شعور بیداری کے طریقۂ کار کو سمجھا جاسکتا ہے۔ سوشیل میڈیا، میڈیا میں بعض مرتبہ فتنۂ قادیانیت کی گمراہ سرگرمیوں سے متعلق پوسٹیں ڈالی جاتی ہیں، تصویروں کے ساتھ تفصیلات بھی بتائی جاتی ہے، پھر اسی پر بس نہیں بلکہ باضابطہ ان سرگرمیوں سے واقف ہونے کے لئے Link بھی دیا جاتا ہے، یہ ایک ناسمجھی اور نادانی کی بات ہے۔ یہ قادیانی فتنہ کا ''تعاقب'' نہیں، تعارف کرواناہے، اگرچہ مخالفانہ رنگ میں ہے۔

اس سلسلہ میں جو صاحب بصیرت اور موضوع سے گہری واقفیت رکھتے ہیں وہ تو خیر ان پوسٹوں کو اپنی آگاہی کے لئے اپنی حد تک محدود رکھتے ہیں لیکن اکثریت چوں کہ ناواقف ہوتی ہے، اس لئے مخالفانہ جوش و جذبہ سے نامعقول طریقہ پر خوب پھیلاتے ہیں، اس بنا پر قادیانی فرقہ کی نام نہاد سرگرمیوں کی پوسٹیں جہاں نہیں پہنچ سکتی تھیں، وہاں پہنچ جاتی ہیں، جیسے اسلام اور پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مقدس شخصیات کے بارے میں گستاخانہ اور توہین آمیز ویڈیوز بلاسوچے سمجھے مسلم گروپس میں وائرل کردیں جاتی ہیں اور ہر کوئی ان کو فارورڈ کرنے لگتا ہے، یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اس کے پیچھے دشمن کی سوچی سمجھی سازش کیا ہے۔

قادیانی فرقہ کی سرگرمیوں سے متعلق پوسٹوں میں ہمارا مقصد صرف لوگوں کو ہوشیار کرنا اور چوکنا رکھنا ہونا چاہئے، اس کے لئے صرف یہ کہا جائے کہ یہ ایک خارج اسلام گمراہ فرقہ ہے، اسلام اور مسلمانوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، اپنے ایمان کو اس فتنہ سے بچائیں وغیرہ۔ اس کے علاوہ مزید تفصیلات دینا گویا شراب کی دکان پہنچا کر اس میں بٹھانا ہے۔ ایک سچے مسلمان کے لئے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ کافی ہے، لیکن کیا کیا جائے ایمان کی کمزوری اور بنیادی عقائد کے بارے میں معلومات کی کمی کا کہ نفس تو ہر ایک کے ساتھ لگا ہوا ہے، وہ یہ سوچتا ہے کہ چلو ایک مرتبہ شراب کی دکان دیکھ آتے ہیں، شراب تو پینا ہی نہیں ہے لیکن شراب کی اقسام سے متعلق اپنی معلومات میں اضافہ تو ہوگا اور پھر وہاں جو مشہور و معروف شخصیات آئیں گی، ان کے ساتھ مے نوشی نہ سہی ایک آدھ ''سیلفی'' تو لے لیں گے۔ اس طرح نفس کے چونچلوں اور بہانوں سے کون بچ سکتا ہے؟

یہی معاملہ قادیانی فرقہ کی سرگرمیوں سے متعلق دیئے گئے لنک Link کا بھی ہے، اس فرقہ کی گمراہ کن سرگرمیاں چوں کہ خوبصورت جملوں میں اور خوشنما طریقہ پر ہوتی ہیں تو اس سے کمزور ایمان والا مسلمان گمراہ ہونے کا اندیشہ اور خطرہ رہے گا یا کم از کم ایسا شخص قادیانیوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھے گا، ان کے خلاف پہلی جیسی ایمانی غیرت وحمیت باقی نہیں رہے گی، پھر اگر کچھ زیادہ ہی سمجھ دار ہو جس کو عرفِ عام میں ''ڈیڑھ ہوشیار'' کہتے ہیں وہ اپنی مزعومہ رواداری کے جوش میں کہے گا: ''رہنے دو مولانا! عقیدہ جو بھی ہو اور جیسا بھی ہو، کام تو بہت اچھا ہے، کام میں تو ساتھ دینا چاہئے۔''

بہر حال! قادیانی فرقہ کی گمراہ سرگرمیوں سے متعلق پوسٹ ڈالتے وقت دو باتوں کو ضرور پیش نظر رکھا جائے، ایک یہ کہ یہ صرف ہوشیار اور چوکنا رکھنے کی حد تک ہو، دوسرے یہ کہ اگر تفصیل دینا ضروری معلوم ہو تو صرف بااثر اور ذمہ دار حضرات کی خدمت میں بھیجا جائے: ''وَلَوْ رَدُّوْہُ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم۔'' (النساء:۸۳)

یہ بات بھی واضح رہے کہ دشمنانِ اسلام کی سازشوں کو ناکام کرنے کے لئے صرف مخالفانہ جوش و جذبہ کافی نہیں، اس کے لئے ایمانی غیرت وحمیت کے ساتھ مؤمنانہ فراست، معاملہ فہمی اور دور اندیشی بھی نہایت ضروری ہے۔ ☆☆

سیرت نبوی کا مطالعہ

وقت کی اہم ترین ضرورت

مفتی احمد عبیداللہ یاسر قاسمی

رسول رحمت، سید الاولین والآخرین امام الانبیاء والمرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ایک ایسی کامل واکمل اور عظیم ترین شخصیت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جامعیت و کاملیت اور عالمگیریت نے کائنات کے ہر ذرے، ہر گوشے اور ہر شعبۂ حیات کو متاثر کیا، عبادات ہو یا معاملات، اخلاقیات ہو یا معاشرت، عدالت ہو یا سیاست، ریاستی احکامات ہوں یا سفارتی تعلقات، جنگی تدابیر ہوں یا گھریلو مسائل، تمام میں رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کامل واکمل نمونہ کے طور پر سامنے آتی ہے، رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ حیاتِ انسانی کے تمام گوشوں پر محیط دکھائی دیتی ہے، عہد رسالت سے قبل حیات طیبہ میں ایک امانت دار تاجر، بہترین شوہر، اچھا دوست، یتیموں کا در یتیم، بیواؤں اور مساکین کا غمخوار اور امانت وصداقت کے علمبردار نظر آتا ہے تو وہیں بعثت نبوت کے بعد ایک عظیم الشان داعی، غزوات اور سرایا میں ایک زبردست کمانڈر وسپہ سالار، ریاست مدینہ کا مایہ ناز سربراہ، ایک کامیاب جج، ایک کامیاب معلم، ایک کامیاب رہبر، ایک کامیاب سیاسی قائد کی ذات گرامی دکھائی دیتی ہے۔

سیرت نبوی اسلام کا دائمی معجزہ:

یہ اس لئے کہ سیرت نبوی اسلام کا دائمی معجزہ اور اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ ہے کہ ہر نوع اور ہر آن تبدیل ہوتی ہوئی دنیا کے ہمرکاب رہتی ہے، ہر دور اور ہر زمانے اور ہر علاقے میں ہر ہر طریقہ سے رشد و ہدایت کا منارہ نور بن کر بھٹکی ہوئی انسانیت کو نشانِ منزل ہی نہیں بلکہ منزلِ دوام عطا کرتی ہے۔

کیا یہ سیرت نبوی کا معجزہ نہیں ہے کہ آج تک دنیا نے آپ کی ذات بابرکات کو جس قدر قابل اعتناء و لائق اہتمام سمجھا اور جس خوبی اور حوصلہ و نیاز مندی کے ساتھ سیرت طیبہ کے ہر زاویہ کو سنوارا، اس اعزاز کا عشر عشیر بھی کسی کے حصے میں نہیں آیا، کیا یہ سیرت نبوی کا اعجاز نہیں ہے کہ آپ کی زبان کا ایک ایک حرف، حرکات و سکنات کی ایک ایک ادا اور آپ کی جلوت و خلوت کے ایک ایک خد و خال کا عکس آج بھی موجود ہے اور آپ کی حیات طیبہ کی ایک ایک کیفیت کتب سیرت کے اوراق میں بالتفصیل محفوظ و مامون ہے۔

سیرت نبوی: قرآن کریم کی عملی توضیح:

یہ اس لئے بھی کہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ قرآن کریم کی عملی تفسیر و توضیح ہے۔ قرآن اگر متن ہے تو سیرت اس کی تشریح، قرآن علم ہے تو سیرت اس کی عملی تطبیق، قرآن صحف مابین الدفتین اور اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہے تو سیرت اس زندہ و جاوید پیکر جمیل کا نام ہے جس نے مکے کی گلیوں اور بازاروں میں چلتے پھرتے توحید کے نغمے سنائے اور مدینہ میں سلطنت مدینہ کی بنیاد رکھی، جس نے اہل دنیا کو ایک منفرد طرز حکمرانی سے روشناس کروایا، یہی وہ حقیقت ہے جس کا اظہار ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس طرح بیان کیا تھا کہ: ''کان خلقہ القرآن'' کہ آپ چلتے پھرتے قرآن ہیں۔ انہیں وجوہات کے سبب خالق کائنات نے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تاقیام قیامت آئیڈیل اور بہترین اسوہ بناکر امت کے سامنے پیش کیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''درحقیقت تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔'' (سورۃ الاحزاب:۲۱)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اطاعت کو دراصل اپنی خوشنودی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ قرار دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''(آپ ﷺ) کہہ دیجئے کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا۔'' (سورۃ آل عمران:۳۱)

ترجمہ: ”اور جو شخص رسول کی اطاعت کرے گا بیشک اس نے خدا کی اطاعت کی۔“

(سورۃالنساء:۸۰)

ہماری بے حسی ومردہ دلی:

لیکن مقام افسوس کہ آج ہم جس طرح مطالعہ سیرت سے غفلت برت رہے ہیں اور اس کے پیغام کو فراموش کر رہے ہیں وہ شاید اس دور کی تاریخ کا سیاہ ترین باب ہے، ہمیں پتہ ہی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات کیا تھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟ اپنے دوستوں کے مابین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا معاملہ تھا؟ کفار اور منافقین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا رویہ تھا؟ ریاست مدینہ میں رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی حکمرانی کی تھی؟ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت ورأفت، محبت وشفقت، خشیت وانابت، شجاعت وامانت، صداقت وعدالت، جودوسخا، فراست ومتانت، ایثار وقربانی، احساس ذمہ داری، حلم وتواضع، صبر وتوکل، نیز گھریلو زندگی میں بہترین ساتھی، شفیق سردار، مساکین کے سرپرست، اسی طرح قومی وملی زندگی میں عدل و انصاف، فوجوں کی کمانڈری، انتظامات حکومت، رعایا پروری، سیاسی سوجھ بوجھ، دوستوں کی دلداری، دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک وہ عظیم اخلاق وکمالات کہ جس کی بنا پر رب العالمین نے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو خلق عظیم کے مرتبہ پر فائز کیا ان سے ہم نابلد، ناآشنا، ناواقف ہیں؟

ایک طرف قوم مسلم کی تباہ کن، گھمبیر اور نازک ترین صورتحال ہے تو وہیں دوسری طرف امت مسلمہ کو لاتعداد چیلنجز کا سامنا ہے۔ کفار چوری، سفاکی، چالاکی و بے باکی کے ساتھ اسلام کو مٹانے میں مصروف ہیں، ان کی سب سے بڑی حسرت یہ ہے کہ وہ ہماری نوجوان نسل کو دنیا کی زیب وزینت، مادی زندگی کا عیش وتنعم، بلامواخذہ جسمانی لذتوں کے مواقع فراہم کر کے روحانی لذتوں سے بے بہرہ کر دیں اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وتعلیمات کی اصل روح کو مسخ کر کے مسلمانوں کے دلوں سے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا نقش مٹادیں۔ چنانچہ اسلام دشمن محققین اور متعصب مستشرقین نے رسول رحمت کی ذات مبارکہ سے متعلق شکوک وشبہات کو عام کیا، مادی سطح پر آپ کی شخصیت کو لوگوں کے سامنے پیش کیا، فضائل و کمالات کا اِنکار کیا، اور مقام نبوت، حقیقتِ نبوت اور وحی پر شکوک وشبہات پیدا کئے، پھر کیا تھا کہ توہین رسالت کے مجرمین اور گستاخان رسول بین الاقوامی سطح پر رسول رحمت کی ذات گرامی پر اعتراضات کرنے لگے۔

دراصل اس کی وجہ ہم خود ہیں کہ مطالعہ سیرت نبوی اور اس کی حقیقی ضرورت واہمیت کا احساس ہمارے دلوں سے محو ہو گیا ہے۔ ہماری زندگیوں کی نہج کچھ ایسی بن گئی ہے کہ ہمیں اس اہم خلا کا احساس بھی نہیں ہوتا جو ہماری زندگیوں میں مطالعۂ سیرت کے فقدان یا کمی کی بنا پر پیدا ہو گیا ہے اور یہ وہ محرومی ہے جس کا ذمہ دار خود ہمارے اپنے سوا کوئی نہیں ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

عصر حاضر میں سیرت طیبہ کی سخت ترین ضرورت ومعنویت:

یہ بات حقیقت ہے کہ سیرت طیبہ کی ضرورت ہر دور میں رہی ہے لیکن موجودہ وقت میں اس کی اہمیت ومعنویت اور ضرورت دگنا ہو جاتی ہے کیونکہ کہ موجودہ دور گلوبلائزیشن (Globalization) اور عالمگیریت کا دور ہے، اور پوری دنیا کسی گلوبل سسٹم (GlobalSystem) اور عالمگیر نظام کی طرف تیزی سے رواں دواں ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی آسمان چھو رہی ہے، ہر روز نئے نئے انکشافات نت نئے ایجادات سامنے آرہے ہیں، مادیت کا سیلاب بلاخیز ہے کہ تھمنے کا نام نہیں لیتا، جدھر دیکھو سامان عیش ونشاط کی فراوانی ہے، شہر تو شہر اب دیہات بھی رفتہ رفتہ جدید سہولیات سے آراستہ ہو رہے ہیں لیکن ایک حیات انسانی کہ جسے اجڑے ہوئے طویل عرصہ بیت چکا ہے، رواداری اور بھائی چارگی اپنی آخری سانسیں لے رہی ہے، اخوت ومحبت، امن اور خوشحالی کا جنازہ نکل چکا ہے، بلکہ وہ دور جاہلیت عود کر آیا چاہتا ہے جس کی بیخ کنی کے لئے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا تھا، جاہلیت، توہم پرستی، غارت گری، دختر کشی، حق تلفی الغرض موجودہ دور جاہلیت کی منہ بولتی تصویر بن گیا ہے، ایسے پُرآشوب دور اور لادینیت زدہ ماحول میں پوری انسانیت مسیحائی وراہبری کی منتظر ہے، ان حالات میں ہمیں بس ایک شمع ایسی نظر آتی ہے جو اپنی کرنوں سے اس راہِ محبت میں چلنے والوں کی انگلی پکڑ کر انہیں منزل مقصود تک پہنچانے کی صلاحیت رکھتی ہے اور جس کی روشنی میں ہر انسان کے لئے

دنیا ہی کا نہیں بلکہ آخرت کا بھی سامان نجات ہے، ایک ایسی چیز جس پر عمل کرنا آسان اور ایک ایسا سانچہ جس میں خود کو ڈھال لینا نہایت ممکن ہے، اور وہ حسین شمع یا زندگیوں کو کامیابی وکامرانی سے ہمکنار کرنے والا سانچہ ''سیرت طیبہ'' ہے، کیوں کہ تاریخ گواہ ہے کہ انسانیت کا سب سے بڑا بہی خواہ اگر کوئی ہے تو وہ ذات، رسالت مآب نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی کی ہے۔

اسباب وتدارک:

۱:... امت مسلمہ کی بالعموم اور علماء دین کی بالخصوص یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اقوام عالم کی رہبری وامامت کا فریضہ انجام دیں، جو کار نبوت کی تکمیل کے بعد ان کے سپرد ہے، لہٰذا امت کو درپیش عصری چیلنجز چاہے وہ مذہبی یا سیاسی، معاشی ہو یا معاشرتی ہر ایک کے اسباب وعلل کا جائزہ لے کر سیرت طیبہ کی روشنی میں اس کا حل وتدارک اور لائحہ عمل مرتب کرنا ہوگا۔

۲:... رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل، شمائل اور خصائل کے علاوہ سیرت نبوی کا جدید پہلوؤں سے مطالعہ کرنا۔ علمی، عملی، تحقیقی، تنقیدی، نقلی اور عقلی دلائل کی روشنی میں سیرت پر اٹھائے جانے والے سوالات کا جواب دینا ہوگا ساتھ ہی ساتھ اس پہلو کو اجاگر کرنا ہوگا کہ دینِ اسلام قرونِ اولیٰ ہی نہیں بلکہ ہر دور کے مسائل کا حل پیش کرتا ہے اور مسائل کے حل اور پریشانیوں سے چھٹکارا پانے کے لئے سیرتِ طیبہ کی طرف رجوع ہر دور کی ضرورت ہے۔

۳:... غیر مسلموں تک سیرت طیبہ کے اخلاقی وروحانی اور آفاقی پہلوؤں کو پہنچانے کے لئے سیرت رسول کو صحیح اسلوب ومنہج اور حالات زمانہ کے مطابق ہر ہر زبان میں پیش کرنا ہوگا۔

۴:... عبادات اور شرعی احکام سے آگے بڑھ کر اجتماعی زندگی، سیاسی حکمت عملی اور دوسری اقوام کے ساتھ سلوک وتعلق کے معاملے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو سامنے رکھنا ہوگا۔

۵:... کتب سیرت بالخصوص قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری رحمہ اللہ کی ''رحمۃ للعالمین''، علامہ شبلی نعمانیؒ کی کتاب ''سیرۃ النبی'' مولانا عبدالروف دانا پوری کی کتاب ''اصح السیر''، مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کی ''خطباتِ مدارس'' مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی رحمہ اللہ کی ''نبی رحمت''، ڈاکٹر حمید اللہ حیدر آبادی کا سیرت پر لکھا گیا تمام لٹریچر، مولانا نظام الدین اسیر ادروی کی ''عہد رسالت غار حرا سے گنبد خضرا تک''، مولانا عبدالقوی مدظلہ کی ''ذکر حبیب'' اور ان کے ماخذ ومراجع بالخصوص سیرت ابن ہشام، طبقات ابن سعد، دلائل النبوۃ، زاد المعاد، وغیرہ کو عام کرنا ہوگا۔

۶:... یقین رکھیں! اگر آج دنیا مادی ترقی کے ساتھ ساتھ اخلاقی وروحانی ترقی چاہتی ہے اور وہ پُرامن اور خوش حال زندگی کی خواہاں ہے تو اسے آج سے ساڑھے چودہ سال پیچھے مڑ کر دیکھنا ہوگا۔ بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ:

ہاں دکھا دے اے تصور پھر وہ صبح وشام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

۶:... ان سب کے علاوہ ہمیں پوری اہمیت کے ساتھ سیرت طیبہ کی روح کو سمجھنا ہوگا، اسے اپنے اخلاق واعمال میں شامل کرنا ہوگا اور عملی طور پر اسوۂ حسنہ کو فروغ دینا ہوگا کہ جب تک ہماری زندگیاں سیرت طیبہ کے مطابق نہیں ہوں گی تب تک مادی ترقی کے تمام تر اسباب جمع ہونے کے باوجود ہم تنزلی کا شکار ہی رہیں گے۔ ☆☆

نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے عناصر کا محاسبہ کیا جائے گا: علماء کرام

لاہور.... حرمت رسول پر کسی بھی قسم کا سمجھوتا نہیں کیا جاسکتا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اسے تمام مسلمان مکمل طور پر تسلیم کرتے ہیں۔ ان خیالات اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکریٹری اطلاعات مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، سیکریٹری جنرل لاہور مولانا علیم الدین شاکر، ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے اراکین قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا خالد محمود، مولانا سعید وقار، قاری ظہور الحق، مولانا حافظ محمد اشرف گجر نے خطبات جمعہ میں بیان کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ نبی کی حرمت اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والے عناصر کا محاسبہ کیا جائے، یہ تمام سیاسی سماجی مذہبی وکلاء سمیت دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے کروڑوں مسلمانوں کی ایک آواز ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اسکول وکالج کے لیول پر لوگوں کو عقیدۂ ختم نبوت کی تعلیم دینا انتہائی ضروری ہے تاکہ باطل قوتیں ان کو گمراہ نہ کرسکیں۔ اسلام جو کہ اللہ تعالیٰ کا پیارا دین ہے، اس کو عام کرنے کے لئے دنیا کے ہر کونے میں جا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا پیغام دینا ہے اور یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی آج ہم سے یہ تقاضا کررہی ہے کہ ہم تمام فرانسیسی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔ علماء کرام نے تمام اسلامی ممالک سے فرانس کا مکمل سفارتی اور اقتصادی ومعاشی سوشل بائیکاٹ کرنے کا بھی مطالبہ کیا۔

کاش ہم بھی درسِ عبرت حاصل کریں

مولانا مصلح الدین قاسمی

بسا اوقات کوئی دل سوز تقریر، نصیحت آمیز واقعہ اور کوئی چبھتا ہوا جملہ انسان کی زندگی میں ایسے گہرے نقوش چھوڑ جاتا ہے جو رفتارِ زمانہ اور مرورِایام کے باوجود بھی باقی رہتے ہیں، بلکہ وہی واقعہ اور جملہ اس کی زندگی کا رخ متعین کر دیتا ہے، اس کی شخصیت کی تعمیر و تزئین اور اس کے موقف کی تعیین کرتا ہے، نتیجتاً ایک دن اس کے سامنے یہ حقیقت آشکارا ہوجاتی ہے کہ اگر اس تقریر، واقعے اور اس جملے کے انمٹ نقوش اس کی ذات میں نہ ہوتے تو اس کی وہ حیثیت نہ ہوتی جو اس وقت ہے اور نہ ہی وہ ان کارناموں کو عملی جامہ پہنا پاتا جس کی اسے توفیق ملی۔

کسی رسالے میں ایک واقعہ پڑھا تھا کہ فارسی کے مشہور شاعر مرزا قتیل (بے دل) نے ایک عارفانہ نظم لکھی جو کسی طرح ایران پہنچ گئی، وہاں ایک صاحب بہت متاثر ہوئے اور باقاعدہ مرزا صاحب کی زیارت و ملاقات کے لئے ہندوستان آئے، جب مرزا صاحب کے دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ مرزا صاحب داڑھی منڈا رہے ہیں، انہوں نے حیرت واستعجاب سے عرض کیا: ''آغا ریش می تراشی'' (جناب! آپ بھی داڑھی منڈاتے ہیں؟) مرزا صاحب نے شوخی سے جواب دیا: ''بلے ریش می تراشم، دل کسے نمی تراشم'' (ہاں! داڑھی تراشتا ہوں، کسی کا دل نہیں دکھاتا ہوں)۔ بے دِل صاحب کے مخاطب بھی صاحبِ دل ہی تھے، نہایت عاجزی و انکساری اور دردمندی سے ''بے دِل'' سے مخاطب ہوئے اور بولے: ''ہاں، ہاں! آپ کسی کا دل نہیں دکھاتے لیکن داڑھی منڈا کر اور سنتِ رسول کو ڈھا کر اپنے پیارے رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر آرے ضرور چلاتے ہیں۔''

دل سے نکلی ہوئی یہ بات ''بے دل'' کے ''دل'' پر گری، لیکن بجلی بن کر نہیں، ابر رحمت بن کر، اور انہیں پانی پانی کر گئی، حاضر جوابی اور شوخی کی جگہ ندامت و شرمندگی نے لے لی اور اس نے بے دِل کو ایسا ''بیکل'' کردیا کہ داڑھی نہ منڈانے کا فیصلہ کئے بغیر انہیں چین نہ آیا، فوراً گناہ کا اقرار کرتے ہوئے گویا ہوئے:

جزاک اللہ چشم باز کردی
مرا با جانِ جاں ہم راز کردی

یعنی: اللہ تمہیں جزائے خیر دے، تم نے میری آنکھیں کھول دیں اور مجھے محبوب سے باخبر کردیا۔

ایک جملے نے ان کی زندگی میں انقلاب برپا کردیا، دل کی دنیا ہی بدل ڈالی اور ان کی زندگی میں ایسے گہرے نقوش ثبت کردیئے جو خود ان کے لئے بھی باعثِ سعادت بنے اور دوسروں کے لئے درسِ عبرت ہیں۔

آؤ! تھوڑی دیر کے لئے دل پر پتھر رکھ کر سوچیں، تصور کریں کہ ہمارے اعمال بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہیں، اعمال کی اس گٹھری میں کیا کچھ نہیں ہے، جھوٹ، غیبت، بہتان، چغلی، حسد، خیانت، بغض، عداوت، بہتان تراشی، دل آزاری، بددیانتی، ناپ تول میں کمی، وعدہ خلافی، ایذا رسانی سب کچھ ہے، نہ امر بالمعروف کی فکر، نہ نہی عن المنکر سے کوئی واسطہ، نہ دل میں خدا کا خوف، نہ عمل میں کوئی احتیاط، فواحش و منکرات کے رسیا، طاعات و عبادات سے بیزار، نہ ہماری زبانوں سے کوئی محفوظ، نہ ہمارے ہاتھوں سے کوئی مامون، حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد، دونوں کی حق تلفی اور دونوں شکوہ سنج ان کرتوتوں کا احاطہ کیونکر ممکن ہو اور ان کے بیان کی تاب قلم کہاں سے لائے؟ علامہ اقبال نے ہمارے انہیں کرتوتوں کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود
یوں تو سیّد بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

واقعہ بھی یہی ہے سب کچھ ہونے کے باوجود ہم حقیقی اسلام سے کوسوں دور ہیں، وہ اسلام جو ظاہر و باطن میں یکسانیت کا تقاضا کرتا

ہے، جو زبان و ہاتھ سے بھی دوسروں کو ایذا رسانی کی اجازت نہیں دیتا، وہ اسلام جو چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی تعظیم کا حکم دیتا ہے، وہ اسلام جو ناداروں، یتیموں اور مسکینوں کی دیکھ ریکھ اور ان کے دکھ درد میں شرکت کا حکم دیتا ہے، وہ اسلام جو بھوکوں کو کھانا کھلانے، سلام کو عام کرنے، نیکی پھیلانے اور برائیوں سے روکنے کا حکم دیتا ہے، وہ اسلام جو راستے سے بھی تکلیف دہ چیز کے دور کرنے کا حکم دیتا ہے، وہ اسلام جو اپنے ماننے والوں کو مساوات اور اتحاد و اتفاق کی تعلیم دیتا ہے، وہ اسلام جو امن و سلامتی اور زندگی کے تمام شعبوں میں انسان کو انسانیت کی تعلیم دیتا ہے۔ آج ہمارے اندر اسی حقیقی اسلام کی کمی ہے۔

چنانچہ جب ہم اپنے معاشرے کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کتنے لوگ ایسے ہیں جن کا اسلام صرف نماز تک محدود ہے اور دوسرے کچھ لوگوں کا حال یہ ہے کہ نماز کے ساتھ کچھ اور بھی دینی کام انجام دے لیتے ہیں لیکن جب تقریبات اور رنج و غم کے مواقع میں اسلامی قانون بتایا جاتا ہے اور تجارت و معیشت کے احکام سنائے جاتے ہیں تو کانوں پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں اور منکر ہو جاتے ہیں، اور احکامِ اسلام پر عمل کرنے سے جی چراتے ہیں، بلکہ بعض تو صاف کہہ دیتے ہیں کہ یہ ہماری روزی کا معاملہ ہے (گویا روزی کمانے کے بارے میں اسلام کا کوئی قانون ہی نہیں) العیاذ باللہ!

یہ صورتِ حال مسلمانوں کے تقریباً تمام ہی طبقوں میں ہے کہ جو قرآنی حکم اپنے فائدے کے مطابق ہو اسے تو ماننے کے لئے تیار ہیں اور جو حکم طبیعت کے خلاف ہو، اپنے مفاد کے موافق نہ ہو اسے نہیں مانتے، حاکم و محکوم، سرمایہ دار، فیکٹری کے مالک، مستاجر واجیر، کسان و مزدور سب ہی اپنے ذاتی منافع، اپنی آراء، قبیلوں کے رواج اور سرداروں کے فیصلوں کو ترجیح دیتے ہیں، قرآن کریم کی طرف دیکھنے کو تیار نہیں ہوتے، یہ ہمارے لئے ہی نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کے لئے ایک بڑا المیہ ہے۔ قرآن کریم میں اللہ ربّ العزت نے پورے طور پر اسلام میں داخل ہونے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، سو اگر تم لغزش کھا جاؤ بعد اس کے کہ تمہارے پاس واضح دلیلیں آ چکی ہیں تو جان لو کہ اللہ رب العزت زبردست حکمت والا ہے۔'' (البقرہ:۲۰۸،۲۰۹)

آیت کریمہ میں اہلِ ایمان کو مخاطب بنایا گیا ہے اور ایمان کا واسطہ دے کر فرمایا گیا ہے کہ اگر تم واقعی مومن ہو تو اسلام کے احکام کو پورا پورا قبول کرو، حاکم ہو یا محکوم، بڑا ہو یا چھوٹا، شہری ہو یا دیہاتی، تاجر ہو یا کاری گر، کار خانے دار ہو یا مزدور و کسان سب اسلام پر پوری طرح چلیں، کوئی بھی کسی دوسرے کا منہ نہ دیکھے، ہر ایک اپنی ذمہ داری کو سامنے رکھے اور پوری طرح اسلام میں داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ کے علاوہ معیشت و معاشرت، تجارت و سیاست، سفر و حضر، دکان و مکان، آفس و بازار، رنج و غم، خوشی و مسرّت غرضے کہ زندگی کے تمام شعبوں میں احکامِ اسلام کو اپنائیں، دو چار کاموں ہی میں اسلام کو محدود نہ رکھیں۔

یہاں یہ ذکر کر دینا بھی مناسب ہے کہ دینِ اسلام زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے، اسلام کے علاوہ کوئی ایسا دین نہیں ہے جو انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہو، دنیا کتنی بھی ترقی کر جائے اور کیسے ہی حوادث و نوازل کا ظہور ہو جائے ان سب کا حکم اسلام میں موجود ہے اور وہ شخص جو اپنے آپ کو مومن کہتا ہے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دم بھرنے والا ہے اس کے لئے لازم ہے کہ وہ تمام احکامِ شرعیہ کو اپنی عملی زندگی میں اپنائے، اپنے ظاہر و باطن دونوں کو سدھارنے اور سنوارنے کی کوشش کرے؛ بلکہ خدا اور رسول کا ایسا سچا اور حقیقی عاشق بن جائے کہ اپنے ہر ایک عمل کو خدا و رسول کی رضا میں رنگے بغیر اسے چین و سکون نہ آئے۔

مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ کتنے ایسے لوگ ہیں جو محبِّ رسول اور عاشقِ رسول ہونے کے دعوے دار ہیں، لیکن وہ اپنے عمل، طرزِ معاشرت اور اپنی ہیئت و شکل سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھانے میں کوئی تامل نہیں کرتے، چناں چہ کتنے ایسے لوگ ہیں جو کھلے عام داڑھی منڈاتے ہیں اور ان کا دل ذرا بھی نہیں پسیجتا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی توہین کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھاتے ہیں، اور بعض لوگ تو ایسے ہیں جنہیں اگر سمجھایا جائے تو برا مان جاتے ہیں اور الٹے جواب دینے لگتے ہیں کہ کیا داڑھی ہی میں اسلام ہے؟ ایسے لوگوں کو اگر یہ جواب دیا جائے تو کیا غلط ہوگا؟ کہ اسلام تو ہر اسلامی چیز میں ہے، فرائض و واجبات کا تو خیر بڑا درجہ ہے، مستحبات تک میں اسلام ہے، داڑھی تو بڑی چیز ہے، اس میں اسلام کیوں نہیں ہے؟ بلکہ

اسلام تو سنت کے مطابق استنجا کرنے میں بھی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا، کر کے دکھایا، سب میں اسلام ہے۔

آئیں! مرزا ’’بے دل‘‘ کے واقعے کو ہم ایک بار پھر پڑھیں، شاید ہمارے دل میں بھی وہ بات اترے، اگر ہمارے دل میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں گہری عقیدت ہو، اور اگر بے دل کی بات ہمارے دل پر اثر انداز نہ ہو تو ہمیں خود کے ’’بے دل‘‘ ہونے پر شبہ نہ ہونا چاہئے۔

کسی بدبخت کی جانب سے اگر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہو تو ہماری غیرت جوش میں آجاتی ہے اور بلا شبہ آنا ہی چاہئے، ایک مومن اہانتِ رسول کو کیسے برداشت کر سکتا ہے؟ لیکن خدارا ذرا اِس حقیقت پر بھی تو ٹھنڈے دل سے غور کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھانے کے مجرم ہم بھی تو ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ گستاخانِ رسول زبان وقلم سے اِس جرم کا ارتکاب کرتے ہیں اور ہم اپنی غفلتوں اور بداعمالیوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قلبی اذیت کا باعث بنتے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ پھر ہماری غیرت جوش میں کیوں نہیں آتی اور ہمیں اپنے اوپر غصہ کیوں نہیں آتا؟

ہم یہ بھی تو دیکھیں کہ روز مرّہ کی زندگی میں اخلاقی قدروں کے زوال کے باوجود بھی آج تک یہ پاس ولحاظ باقی ہے کہ ہماری کسی کوتاہی یا لغزش کا علم کسی ایسی شخصیت کو نہ ہونے پائے جس سے ہمارا عقیدت ومحبت کا تعلق ہے۔ کیا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے بڑھ کر بھی عقیدت ومحبت کا حقدار کوئی ہو سکتا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر اس سلسلے میں کوتاہی کیسی؟

ضرورت اِس بات کی ہے کہ ’’رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھانے کے تو ہم بھی مجرم ہیں‘‘ کا احساس اپنے اندر جگائیں، جس لمحہ یہ احساس جاگ اٹھے گا ہم بھی مرزا بے دل کی طرح بیکل ہو اٹھیں گے، اور دل کی کایا پلٹ جانے اور من کی دنیا بدل جانے میں ان شاء اللہ! دیر نہ لگے گی۔

☆☆..................☆☆

مولانا عبدالرشید کاتب کی وفات

مولانا عبدالرشید کاتب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق مرکزی راہنما مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کے عزیزوں میں سے تھے، کچھ عرصہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں کلرک اور محاسب بھی رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانیوں حضرت امیر شریعتؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ کے شیدائیوں اور فدائیوں میں سے تھے۔ قوت سماعت کمزور تھی یعنی اونچا سنتے تھے۔ مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کو ان کی نوٹ بک خوش خط لکھ کر دی۔ بنیادی طور پر عنایت پور تحصیل جلال پور پیروالا ضلع ملتان کے رہنے والے تھے۔ جب بچے جوان ہوگئے اور انہوں نے لاہور میں کاروبار شروع کر دیا تو لاہور شفٹ ہوگئے اور زندگی کا معتدبہ حصہ لاہور میں گزارا۔ جہاں بھی رہے ختم نبوت سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھنے والوں میں رہے۔ لاہور میں ختم نبوت کے حوالہ سے منعقد ہونے والے پروگراموں میں عقیدت ومحبت سے شرکت فرماتے۔ اللہ پاک نے انہیں حساس دل سے نوازا، احباب ورفقاء کی خوشیوں کو اپنی خوشی سمجھا اور انہیں پہنچنے والے صدمات کو ذاتی صدمہ کی حیثیت سے لیا۔ موصوف جامعہ خیرالمدارس ملتان کے فاضل تھے۔ حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ، حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیرویؒ ثم ملتانی، حضرت مولانا مفتی عبدالستارؒ سے اکتساب فیض کیا۔ دورۂ حدیث حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ سے پڑھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر مرکزیہ میں بھی پانچ سات سال رہے۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے ادوار پائے۔ دفتر کے عملہ کے بعض حضرات سے کسی مسئلہ میں اختلاف ہوگیا، دفتر چھوڑ کر جارہے تھے کہ مولانا جالندھری نے روک لیا۔ حضرت عبدالرحیم اشعرؒ سے تو عزیزداری تھی، یہی وجہ ہے کہ وصیت کی کہ مجھے مولانا اشعرؒ کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ ۲۳؍اکتوبر ۲۰۲۰ء رات کا کھانا کھایا، چائے نوش کی، ایک بیٹے کے بچے کی طبیعت ناساز تھی، اسے کہا کہ آپ اپنے بچے کی دیکھ بھال کریں۔ بیٹے اپنے اپنے کمروں میں جا کر لیٹ گئے، صبح تہجد کی عادت تھی، تہجد کے لئے اٹھنے، دروازہ کھلنے، وضو کے پانی کے نلکا کے چلنے کی آواز نہ آئی تو بہو نے اپنے میاں کو اٹھایا کہ آج باباجی کی آواز نہیں آرہی۔ بیٹے نے جاکر دیکھا تو روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی ایک نماز جنازہ لاہور میں ہوئی۔ وصیت کے مطابق کہ مجھے مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کے پہلو میں دفن کیا جائے، آپ کی میت کو ایمبولینس کے ذریعہ آبائی علاقہ عنایت پور لایا گیا اور آپ کی وصیت کے مطابق نماز جنازہ جمعیت علماء اسلام میلسی کے امیر مولانا قاری محفوظ احمد مدظلہ نے پڑھائی، جس میں سینکڑوں حضرات نے شرکت کی اور آپ کو مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کے پہلو میں سپردخاک کیا گیا۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ واعف عنہ وعافہ وبرد مضجعہ، آمین یا اللہ العالمین۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس برائے طالبات

مدرسہ ام حبیبہ (شعبہ بنات جامعۃ الرشید کراچی)

رپورٹ: مولانا احسن نسیم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے قیام کے دن سے اب تک تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے حوالے سے ہردم فکر مند رہی ہے۔ مجلس کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ ہر طبقہ زندگی میں شعور ختم نبوت کو اجاگر کیا جائے۔ اس حوالے سے جماعت کے زیر اہتمام وقتاً فوقتاً مختلف تربیتی کورسز منعقد کئے جاتے ہیں۔ مدارس کے طلبا کے لئے سالانہ چناب نگر کورس، اسکول کے بچوں کے لئے کوئز پروگرام، بڑوں کے لئے مساجد میں سہ روزہ کورسز، خواتین کے لئے بنات کے مدارس میں بیانات اور کورسز اور مدارس واسکولز کی چھٹیوں کے دنوں میں ان کے لئے مختلف سرگرمیوں کا انعقاد اسی سلسلے کی کڑی ہیں۔ ایک عرصے سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ خواتین اساتذہ کی ایک ایسی ٹیم تیار ہو جو خواتین میں تحفظ ختم نبوت کے کام کے ساتھ ساتھ خواتین کو پڑھا بھی سکیں، تاکہ خواتین کو مکمل باپردہ ماحول میں تحفظ ختم نبوت کے کاز کو سیکھنے اور سمجھنے کے باسہولت مواقع میسر ہوسکیں۔

اس مقصد کے تحت چند برس قبل مدرسہ عائشہ تعلیم القرآن شاہ فیصل کالونی نمبر ۱ کراچی میں بیس روزہ تفصیلی ''تحفظ ختم نبوت ٹیچرز ٹریننگ کورس'' کا انعقاد کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی سرپرستی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شاہ فیصل ٹاؤن کے نگران مولانا محمد اشفاق صاحب کی زیر نگرانی یہ کورس پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ دو بیجز اس کورس کے مکمل ہوچکے، جبکہ تیسرا بیچ کرونا وبا کی وجہ سے تاخیر کا شکار ہوگیا۔ (تفصیلات آپ گزشتہ شماروں میں ملاحظہ فرماچکے ہوں گے)۔

تحفظ ختم نبوت ٹیچرز ٹریننگ کورس سے سند یافتہ خواتین اب کراچی میں بنات کے مختلف مدارس میں جماعت کے زیر اہتمام منعقدہ کورسز میں بنات کی کلاسز میں پڑھاتی ہیں، جن میں مدرسہ معاذ بن جبل، جامعہ اشرف المدارس اور حال ہی میں جامعۃ الرشید کے شعبہ بنات مدرسہ ام حبیبہ للبنات میں منعقدہ تین روزہ کورس شامل ہیں۔

مدرسہ ام حبیبہ للبنات میں ۱۹/ اکتوبر ۲۰۲۰ء بروز پیر تا ۲۱/ اکتوبر ۲۰۲۰ء، بروز بدھ تین روزہ کورس منعقد ہوا۔ کورس میں عقیدہ ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام، ظہور مہدی علیہ الرضوان سمیت دس اہم عنوانات پر اسباق ہوئے۔ کورس کی سرپرستی اور نگرانی ہمیشہ کی طرح مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے فرمائی۔ تمام اسباق خواتین اساتذہ نے پڑھائے۔ ۲۲/ اکتوبر بروز جمعرات طالبات کا امتحان لیا گیا اور یکم نومبر بروز اتوار تقریب تقسیم اسناد وانعامات کا اہتمام کیا گیا۔ الحمدللہ! کامیاب ہونے والی ۶۸ طالبات کو جماعت کی طرف سے اسناد اور لٹریچر دیا گیا، جبکہ پوزیشن حاصل کرنے والی ۹ طالبات کو کتب کا ہدیہ پیش کیا گیا۔ طالبات نے محنت اور لگن کے ساتھ کورس میں شرکت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامعۃ الرشید کی انتظامیہ خاص طور پر حضرت مولانا محمد صاحب مدظلہ، استاذ صاحب حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب دامت برکاتہم العالیہ، جامعۃ الرشید کے ناظم تعلیمات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مدظلہم اور دیگر ذمہ داران کی تہہ دل سے شکر گزار ہے، جنہوں نے ہمیشہ کی طرح ہم سے بہت تعاون فرمایا اور یہ کورس کامیابی کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جامعۃ الرشید کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہمیں آخری سانس تک اس مبارک محنت سے جوڑے رکھے۔ آمین ثم آمین۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار، میٹھادر کراچی
فون: 32545573

عرب اور ترک

خلافت عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد!

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

خلافت عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد عربوں اور ترکوں کے کیمپ الگ الگ ہوگئے اور گزشتہ ایک صدی سے وہ اپنے اپنے ایجنڈے کے مطابق آگے بڑھنے کی کوشش کررہے ہیں، جبکہ حالیہ تناظر میں عالمِ اسلام اور خاص طور پر بیت المقدس اور فلسطین کے حوالہ سے ترک قوم اور حکومت کے کردار نے پورے عالم اسلام کو پھر سے اپنی طرف متوجہ کرلیا ہے، چنانچہ موجودہ صورتِ حال میں اس تبدیلی کے پس منظر اور اسباب پر بحث و تمحیص کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ اس پر ہفت روزہ ’’الامان‘‘ بیروت میں معروف عرب دانشور جناب نبیل الکبیری نے اپنے نقطۂ نظر سے اظہار خیال کیا جس کا اردو ترجمہ جناب مسعود الرحمٰن خان ندوی نے کیا اور سہ روزہ ’’دعوت‘‘ دہلی نے ۴ نومبر ۲۰۱۰ء کے شمارہ میں اسے شائع کیا۔ اس نقطۂ نظر کے تمام پہلوؤں سے اتفاق ضروری نہیں لیکن یہ صرف عربوں کی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کی گزشتہ پون صدی کی ناکامیوں پر غور وفکر کا ایک رخ ضرور مہیا کرتا ہے اور اسی حوالہ سے یہ مضمون قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

’’ترک کامیاب ہوئے اور عرب ناکام!‘‘

بلکہ اسلام پسند ترک کامیاب ہوئے، اسلام پسند عرب ناکام! یہ کیا بات ہے؟ جب کہ اسلام پسند ترک اسلام پسند عربوں کے شاگرد رشید ہیں، اس کے برعکس نہیں ہے۔ مگر شاگرد کیوں کامیاب ہوئے اور استاد کیوں ناکام؟ یہ سوال اہم و معروضی ہے لیکن سخت و تلخ بھی ہے۔ اس لئے کہ ہم عربوں کا مزاج غلطیوں کے اعتراف، ناکامیوں کے اقرار، تجربات پر نظر ثانی اور ان سے استفادہ سے فرار کا ہے۔ ہم عربوں کا یہ اصل مسئلہ ہے۔ حقیقت کے سامنے سے ہمیشہ فرار اور اس سے آنکھیں چرانا، بلکہ سننے سے بھی گریز یا جو کچھ بھلا برا ہوگیا اس کا جواز پیش کرنا ہمارا اصل مسئلہ ہے۔ ہمارا مسئلہ عرب قبائلی اکھڑپن اور جاہلی عصبیت ہے جس کو ہم سختی سے پکڑے ہوئے اسی کے تنگ مفادات، عرف اور اخلاق کی بنیاد پر دوسرے اسلام کی تشکیل کے لئے کوشاں ہیں۔

چودہ صدی بعد ہم ابھی تک ’’سقیفہ‘‘ کی بحث سے فارغ نہیں ہوئے، ہم ابھی تک ’’صفین وجمل‘‘ کی فضاؤں میں جی رہے ہیں، مستقبل کو ماضی کے رخ دیکھتے ہیں، گویا یہ ماضی اپنی تمام غلطیوں اور منفی پہلوؤں کے ساتھ ہمارا مستقبل ہے۔ حالانکہ وہ ماضی چمکدار بھی ہے، اس میں بہت سے خیر کے پہلو ہیں جن کی بنیاد پر ہم اپنے حال و مستقبل کی تعمیر کرسکتے ہیں۔ اس میں بہت سی غلطیاں بھی ہیں جن سے بشری تجربات کے لحاظ سے صرف نظر کرسکتے ہیں۔ الغرض ہم ماضی کے تمام منفی پہلوؤں کے ساتھ جیتے ہیں اور اس کے مثبت پہلوؤں سے بھاگتے بلکہ ان کا انکار کرتے ہیں۔ اس لئے ہم حقائق کی تلاش اور ماضی میں خیر وشر کے تجربات واخطاء سے استفادہ پسند نہیں کرتے۔ ہمیں ہمارے آپسی خطوط مشترک کے طور پر اختلافی نقاط بھاتے ہیں۔ جب کہ اغیار ان چیزوں کو تلاش کرتے ہیں جو ان کو متحد کریں نہ کہ متفرق، اور طاقت بخشیں نہ کہ کمزور کریں۔ یہی ہم عربوں میں مفقود ہے۔

ترکی میں ’’العدالۃ والتنمیہ‘‘ کے اسلام پسندوں کی کامیابی تجربات و معارف اور کامیابیوں وناکامیوں کے مجموعہ کو فلٹر و مطالعہ و تنقیح کرکے ان کو ایسی بہترین شکل میں پیش کرنے سے ہوئی جس سے استفادہ اور تعمیر نو ممکن ہو۔ اس کے برعکس عرب کسی سے استفادہ کرنا نہیں چاہتے، اس لئے کہ ہم میں سے ہر ایک خود تجربہ کرنا اور دیکھنا چاہتا ہے، خواہ وہ ساری امت کی کوششوں کے حساب اور اس کے حال و مستقبل کی بربادی پر منتج ہو۔ یہ ہماری ذات کی گہرائی میں پیوست ’’انا کمپلیکس‘‘ ہے، جس سے ہم اپنی ذات اور امت پر ڈھائے ہوئے تمام مصائب و پریشانیوں کے باوجود نجات حاصل نہیں کرسکے۔ وہ گناہ کے ذریعے عزت حاصل کرنا، غلطی کا اعتراف و تدارک نہ کرنا، اور حق وصواب کی طرف واپس نہ ہونا ہے۔ وہ تشریع و تاریخ میں واضح خلط مبحث دین اور سیاست میں عدم تفریق ہے۔

یہ ہم عربوں کا مسئلہ ہے کہ ایک فریق نے اپنی ترقی میں دین کو رکاوٹ سمجھا تو اس نے اس کو کنارے کر دیا جس کی وجہ سے وہ جلد ہی راہ سے بھٹک گیا۔ اس لئے کہ اس نے اس چراغ ہی کو پھینک دیا جو اس کے راستہ کو روشن کرتا۔ دوسرے فریق نے دین کو ترقی کا ضروری مقدمہ سمجھا لیکن اس نے اس کو اپنی فہم کے مطابق سمجھا اور اپنے پیمانے کے مطابق لیا اور ایسے بشری اجتہادات پر اڑ گیا جن کا اب چودہ صدی سے زیادہ وقت گزرنے کے بعد کوئی جواز نہیں ہے۔ جبکہ ترکوں نے غلط و صحیح کے نکات کو مقرر کر کے ان کو آگے بڑھنے کا زینہ بنایا، مستقبل کی طرف دیکھا، انسان کی ضروریات اور اس کے روحانی اشواق کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹوں کو دیکھا۔ جبکہ عرب ماضی میں غرق رہے، دنیا کو بے سود مواعظ سے بھر دیا، مگر یہ نہ سوچا کہ بھوکے معدہ کا درد والم کانوں کو بہرا اور عقلوں کو منجمد کر دیتا ہے۔ ترک اسی لئے کامیاب ہوئے کہ انہوں نے بیک وقت ترک اور مسلم ہونے میں تعارض محسوس نہیں کیا۔ جب کہ عرب مرغ کے مشابہ کشمکش میں مبتلا رہے۔ ایک کہتا ہے کہ حل عرب قومیت سے گلو خلاصی میں ہے، جبکہ دوسرا بولتا ہے کہ حل اسلام سے دستبرداری میں ہے، اور دیگر کہنے والے کہتے کہ ایک وقت میں عرب و مسلم ہونا ممکن نہیں۔

ترک اس لئے کامیاب ہوئے کہ انہوں نے تمام ترکی عوام کے ساتھ ایک ملک کے حکمران کی حیثیت سے معاملہ کیا۔ ان کے ساتھ پارٹی یا طائفہ یا قبیلہ کی بنیاد پر معاملہ نہیں کیا۔ اس ملک کے حکمرانوں نے مملکت کو عزت و جاہ، ملت و ثروت، اور حکومت و اقتدار کا وسیلہ بنا کر بیٹوں و پوتوں کی موروثی جائیداد بنانے کا معاملہ نہیں کیا۔

ترک اس لئے کامیاب ہوئے کہ وہ جمہوریت پسند اور ظلم و استبداد سے نفرت کرنے والے ہیں۔ انہوں نے جمہوریت کو نمائش کے لئے زیب و زینت کا ڈیکوریشن اور اس کے نام پر بین الاقوامی امداد کی بھیک مانگنے کا ذریعہ نہیں بنایا۔ وہ اس لئے کامیاب ہوئے کہ انہوں نے ترکی کو ایک مملکت سمجھا، قبیلہ نہیں۔

ترکوں کے پاس پیٹرول ہے نہ گیس، مگر وہ اس لئے کامیاب ہوئے کہ ان کے پاس طاقتور سیاسی ادارہ اور اس سے زیادہ قومی فکری آزادی ہے۔ انہوں نے اپنی اس اندرونی طاقت کے بل پر ترکی کے میدانی علاقوں کو گیہوں، چاول اور جو پیدا کرنے کے کھیت بنا ڈالا۔ اس طرح خطہ میں وہ پہلی مملکت بنی جس نے گیہوں کا اہم اسٹریٹجک محصول حاصل کیا۔ جس کو عرب پیدا کر کے نہیں بلکہ عزت کی مفقود روٹی حاصل کرنے کے لئے اپنے پیٹرول و گیس کو بلیک مارکیٹ میں بیچ کر حاصل کرتے ہیں۔

ترکوں کی کامیابی کے یہ بعض نکات ہیں۔ عرب جماعتوں کو چاہئے کہ تھوڑی تواضع اختیار کر کے اپنا جائزہ لیں، دوسروں کے تجربات سے فائدہ اٹھانے میں سرفہرست ترکی تجربہ کا غور سے مطالعہ کریں، پھر اس تجربہ کی روشنی میں اپنے مسلمات پر غور کریں۔ نمایاں مفکر احمد داؤد اوغلو اور ان کے دونوں ساتھیوں اردوغان اور غول کی اسٹریٹجک فکر پر غور کریں۔ یہ تجربہ ستر برس سے بھٹک رہی عرب جماعتوں و تحریکوں کے غور و فکر کا مستحق ہے۔" (ہفت روزہ الامان، بیروت)

(روزنامہ اسلام لاہور، ۱۵ اکتوبر ۲۰۲۰ء)

نبی ﷺ کے منصب ختم نبوت کی حفاظت امت مسلمہ کے ایمان کی بنیاد ہے: مجلس تحفظ ختم نبوت

لاہور.... ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر کسی صورت آنچ نہیں آنے دیں گے۔ حرمت رسول پر کسی بھی قسم کا سمجھوتا نہیں کیا جاسکتا۔ نبی کی حرمت اور ان کی شان میں گستاخی کے خلاف پوری امت مسلمہ یک زبان و یکجا ہے۔ حکمران دینی غیرت و حمیت کا اظہار کرتے ہوئے اپنا فریضہ انجام دیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم، سیکرٹری جنرل مولانا علیم الدین شاکر، نائب امیر پیر میاں محمد رضوان نفیس، سرپرست مولانا جمیل الرحمن اختر، جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا حافظ محمد اشرف گجر نے فرانس حکومت کی گستاخانہ خاکوں کی سرپرستی کے خلاف مختلف مقامات پر تحفظ ناموس رسالت اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ علماء کرام نے اپنے خطابات میں کہا کہ پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں اور اس کے چپے چپے کا تحفظ ہمارے ایمان کا حصہ ہے، پاکستان کے ساتھ محبت ایمان کا حصہ ہے، پاکستان کو حاصل کرنے کے لئے لاکھوں افراد نے قربانیاں دیں، جس کے بعد یہ ملک حاصل کیا گیا، پاکستان کو خیرات میں نہیں بلکہ قربانیاں دے کر حاصل کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان ایک آزاد و خود مختار ملک ہے، جہاں پر کسی اور کا حکم نہیں چلنے دیں گے۔ پاکستان کی سلامتی و حفاظت کے لئے پوری قوم ایک ہے۔ نبی کی محبت ایمان کی اساس ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں ہمارے لئے آئیڈیل اور نبی کا دیا ہوا نظام زندگی ہی دائمی ضابطۂ حیات ہے جو نسل انسانی کی ہر شعبہ ہائے زندگی میں مکمل رہنمائی کرتا ہے، ہم سب کو اسوۂ رسول پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگیوں میں انقلاب لانا ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور منصب ختم نبوت کا تحفظ پوری امت مسلمہ کے ایمان کی بنیاد ہے، جس سے ہم کسی طور پر دستبردار ہونے کے لئے تیار نہیں۔ انہوں نے کہا کہ توہین رسالت کا حقوق سے کوئی تعلق نہیں، یہ جرم ہے اور مجرموں کے خلاف بین الاقوامی قوانین بننے چاہئیں۔ ناساعد حالات کے باوجود فتنہ ارتداد مرزائیہ کا تعاقب ہر حال میں جاری رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی ریشہ دوانیوں کے سدباب کے لئے پوری امت مسلمہ ایک پیج پر ہے۔

یہود و نصاریٰ اور دینِ اسلام

مولانا حبیب الرحمن اعظمی

تاریخ عالم گواہ ہے کہ یہود و نصاریٰ نے دین اسلام اور اس کے حلقہ بگوشوں کو کبھی بھی برداشت نہیں کیا ہے، اپنی تاریخ کے ہر دور میں ان دونوں قوموں نے اسلام کی بیخ کنی اور قوم مسلم کے وجود کو صفحۂ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹا دینے کے لئے اپنی طاقت اور بس کی حد تک کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔

تہذیب وتمدن کے ان مدعیوں نے اسلام دشمنی میں نہ صرف یہ کہ اپنی حیثیت عرفی کا پاس و لحاظ نہیں کیا، بلکہ انسانی روایات اور آدمیت کی جوہری صفات سے انحراف اور گریز سے بھی ننگ و عار محسوس نہیں کی، آغاز اسلام کی روداد سے واقف کون نہیں جانتا کہ محسنِ انسانیت رحمت عالم اور خدائے بزرگ و برتر کے سب سے برگزیدہ پیغمبر محمد عربی فداہ روحی وابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم تک کو (نعوذ باللہ) قتل کردینے کی انتہائی مذموم و ملعون سازش سے ان کی تاریخ داغدار ہے، انہیں جب کبھی بھی قوت وغلبہ میسر آیا ہے تو خدا کی اس زمین کو خدا کے پرستاروں کے خون سے رنگین کر دیا ہے، چناں چہ ایک عیسائی سیرت نگار ''جان بیکٹ'' اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

''۱۰۹۹ء میں جب عیسائیوں نے ''یروشلم'' کو فتح کیا تو ستر ہزار سے زائد مسلم مردوں، عورتوں اور بچوں کو تہہ تیغ کردیا، ایک عینی شاہد کا بیان ہے کہ ''مسجد عمرؓ'' کے صحن میں خون سواروں کے ٹخنوں اور گھوڑوں کی رکابوں تک پہنچ رہا تھا۔''

اسی طرح ۱۴۹۲ء میں جب اسپین سے اسلامی حکومت کا خاتمہ ہوا تو، ساڑھے تین لاکھ مسلمانوں کو عیسائی مذہبی عدالت میں پیش کیا گیا، ان میں سے تقریباً تیس ہزار کو سزائے موت دی گئی اور بارہ ہزار کو زندہ آگ میں جھونک دیا گیا، الغرض اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہودیت و نصرانیت کے دہشت گردانہ کردار کا سلسلہ کسی نہ کسی شکل میں اسلام کے ابتدائی زمانہ سے جاری ہے۔ یہ جارحیت پسند، امنِ عالم کے دشمن، امن و آشتی کے پیغامبر اور خدائے ہر دوسرا کے پسندیدہ مذہب اسلام کو خدا کی سرزمین پر آباد دیکھنا ہی نہیں چاہتے ہیں۔

ادھر حالیہ دس گیارہ سالوں سے تو ان کی اسلام دشمنی میں ایک اُبال سا آگیا ہے، امریکا اور اس کے چشم و ابرو پر رقصاں یورپ اسلام اور مسلمانوں کو ہر جہت سے گھیرنے اور ان کے دائرۂ اثر ونفوذ بلکہ صحیح معنوں میں عرصۂ حیات کو تنگ سے تنگ تر کردینے کے لئے ہر طرح جائز وناجائز ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں، بین الاقوامی حالات پر نظر رکھنے والے اس حقیقت سے چشم پوشی نہیں کرسکتے کہ اس وقت عالم اسلام (انڈونیشیا سے مراکش، اور اندلس سے یمن تک) مغربی طاقتوں کے نرغے میں ہے، مسلم ممالک کو تباہ و برباد اور مسلم قوم کو نیست و نابود کردینے کے لئے یکسر جھوٹے الزامات اور بے بنیاد افترا پردازیوں سے بھی یہ اسلام دشمن طاقتیں دریغ نہیں کرتیں۔

اس سچائی سے کس حقیقت پسند کو انکار ہوگا کہ افغانستان پر امریکا اور اس کے حواریوں کی یورش محض کذب و جبر پر ہی مبنی تھی، جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے، افغانستان پر بزور طاقت مسلط اس جنگ میں ایسے بم بھی برسائے گئے، جس سے میلوں فضا کی آکسیجن ختم ہوجاتی تھی اور انسانوں سمیت ہر ذی روح دم گھٹ کر ختم ہوگیا، اب تک لاکھوں انسان جن میں مرد، عورت، بوڑھے، بچے سب شامل ہیں، امریکا اور اس کے ہم نواؤں کی ہٹلر شاہی کی قربان گاہ کی نذر ہوچکے ہیں اور بدحال افغانستان کی اس مظلومیت پر امن عالم کے نام نہاد ٹھیکیداروں کی جبین پر شکن تک نہیں آئی۔

افغانستان کی تباہی پر امریکا اور یورپ کے یہودیوں اور عیسائیوں کا کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوا تو عراق اور اس کے مصلحت ناآشنا حکمراں صدام حسین کے خلاف ایک جھوٹی سازش رچی گئی اور گلا پھاڑ پھاڑ کر شور مچایا گیا کہ ''عراق'' کے پاس ایسے کیمیاوی مہلک ہتھیار ہیں، جس سے نہ صرف

شرق اوسط کو خطرہ ہے؛ بلکہ یورپ اور امریکا بھی اس کی زد سے محفوظ نہیں ہیں، اور اسی جھوٹے اور یکسر جھوٹے پروپیگنڈے کے تحت نہ صرف عراق حکومت کے صدر صدام حسین کو تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا، بلکہ پورے عراق کو آگ وخون کے دریا میں غرق کردیا گیا۔

اگر واقعی ان ایٹمی ہتھیاروں پر دسترس رکھنے والی حکومتیں دنیا کے لئے ایسی ہی خطرناک ہیں، جس کا پروپیگنڈا امریکا اور یہودیت زدہ میڈیا نے عراق سے متعلق پوری طاقت سے کیا تھا، تو پھر اس بات میں شک کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے کہ آج عالم انسانیت کو سب سے زیادہ خطرہ امریکا، اسرائیل، فرانس وبرطانیہ وغیرہ سے ہے؛ کیوں کہ ان ہتھیاروں کے سب سے بڑے تاجر اور تیار کرنے والے یہی ممالک ہیں، آخر ایک حقیقت پسند، منصف مزاج، غیر جانب دار مصر اس رویہ کو مبنی برانصاف کیسے باور کرسکتا ہے، کہ یہ طاقتیں خود تو ایٹمی ہتھیاروں کا انبار لگائیں؛ مگر دوسرے ممالک بالفاظ واضح مسلم حکومتوں کے بارے میں اگر بے بنیاد شبہ ہوجائے کہ یہ ایٹمی ہتھیار بنانے یا حاصل کرنے کی فکر میں ہیں، تو یہ جارحیت پسند، دہشت گرد، مجرم انسانیت اور بلا تاخیر لائق گردن زدنی ہیں۔

کیا آج اسی جھوٹے شبہ کو بنیاد بنا کر ایران کو گھیرنے اور اسے اپاہج بنا دینے کی اسکیمیں نہیں بنائی جارہی ہیں؟ اسلام اور قوم مسلم پر مذہبی انتہا پسندی، بنیاد پرستی اور دہشت گردی کی پھبتیاں کسنے والے یہ امریکا اور اس کے حمایتی اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں اور حقیقت پسندی کی کچھ بھی رمق اگر ان میں ہے تو بتائیں کہ مذہبی انتہا پسند، بنیاد پرست، دہشت گرد اور جنونی کون ہے؟ امریکا اور اس کے اتحادی یا عالم اسلام؟

آج جو پاکستان سے لے کر لیبیا تک مسلم ممالک میں اضطراب وبے چینی پھیلی ہوئی ہے، یہ بھی ''اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست'' ہی ہے، ظاہر پسند سمجھتے ہیں کہ حسنی مبارک کو ان کی زندگی بھر کی امریکا اور اسرائیل نوازی کا صلہ مل گیا ہے، لیکن جو لوگ یہودی سازشوں سے کسی حد تک آشنا ہیں، وہ بخوبی جانتے ہیں کہ عالم اسلام میں برپا اس اتھل پتھل کے پیچھے اسی سازشی گروہ کا خفیہ ہاتھ ہے، جس کے ذریعہ وہ افغانستان اور عراق کی طرح پاکستان، ایران، شام، لیبیا وغیرہ مسلم ممالک پر کرزئی اور مالکی جیسے کرداروں کو مسلط کرنا چاہتے ہیں، یہ ایک قدیم خفیہ منصوبہ کی تکمیل کی طرف پیش قدمی ہے اور خود مسلم حکمرانوں نے عیش پسندی، غفلت شعاری اور اپنے فرائض کی طرف سے لاپرواہی کی بنیاد پر اس کا موقع فراہم کیا ہے۔ عالم اسلام کی یہ موجودہ صورت حال اگرچہ بے حد مایوس کن، انتہائی تشویشناک اور اضطراب انگیز ہے، لیکن یہ بھی ایک زندہ حقیقت ہے کہ دنیا کے نقشہ میں قوم مسلم اور مذاہب وملل کی فہرست میں اسلام کوئی ذہنی وفکری مفروضہ نہیں ہے، بلکہ واقعی حقیقت ہے اور حقائق کو آج تک نہ مٹایا جاسکا ہے اور نہ آئندہ مٹایا جاسکے گا، اس لئے حقیقت سے آنکھیں چرانے کی بجائے کھلے دل سے اسے تسلیم کیا جانا چاہئے اور تکرار، آویزش اور فریب وسازش کی بجائے پرامن بقائے باہمی کی راہیں ہموار کرنے کی کوشش کی جانی چاہئے، یہی امن وسلامتی کا راستہ ہے، اس کے برخلاف اگر مذہبی، سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی لحاظ سے قوم مسلم کے آگے رکاوٹیں کھڑی کی جائیں گی اور دنیا کے نقشے سے انہیں مٹا دینے کے منصوبے بنائے جائیں گے تو اس لاحاصل سعی سے صرف دنیا کا امن وامان ہی تباہ ہوگا، قوم مسلم تو ختم ہونے سے رہی۔

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے، اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، مظفرگڑھ

مظفرگڑھ.... مدرسہ عربیہ فاروقیہ چک نمبر ۵۳۷ ریاض آباد ضلع مظفرگڑھ میں ۱۰/نومبر ۲۰۲۰ء، بروز منگل بعد نماز مغرب عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کا آغاز قاری عبدالحکیم کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، ہدیہ نعت قاری رمضان صدیقی نے پیش کیا۔ کانفرنس سے مولانا عبدالمجید فاروقی شیخ الحدیث جامعہ شرف الاسلام قاسمیہ، مفتی زبیر احمد صدیقی، مولانا عامر اختر نقشبندی، مولانا محمد ساجد مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے عقیدۂ ختم نبوت وتحفظ ناموس رسالت، دفاع صحابہ واہلبیت عظام اور اصلاح معاشرہ جیسے اہم موضوعات پر خطاب کئے۔ مفتی حفظ الرحمٰن، مولانا محمد سلیم، مولانا نذیر، مولانا حفیظ اللہ خان کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء کرام وعوام الناس نے شرکت کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا سمیع اللہ ابراہیم، مولانا قاری شعیب ندیم نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس کی نگرانی قاری اقبال صاحب نے کی۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کی محنتوں وکاوشوں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

ہماری نظر میں دنیا کی سب سے قیمتی متاع کیا ہے؟ وہ کون سی چیز ہے جسے ہم سب سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں؟ اور کس شے کی حفاظت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دینا گوارا کر سکتے ہیں؟ کیا جاہ و منصب؟ کیا صحت و خوش حالی؟ کیا مال و منال؟ کیا اہل و عیال؟

ذرا غور کریں اور سنجیدگی سے جائزہ لیں تو ہمارا دل خود ہی گواہی دے گا کہ یہ سب چیزیں فانی اور آنی جانی ہیں۔ ہر منصب ختم ہونے والا ہے، اچھی صحت زوال پذیر ہے، مال و جائیداد ایک دن ساتھ چھوڑنے والے ہیں اور اہل و عیال کسی بھی وقت منہ موڑنے والے ہیں۔

ہاں! مگر ایک چیز ہے جس کا اگرچہ کوئی مادی وجود نہیں، مگر وہ ہمارے سینوں میں سرمایۂ گراں مایہ کی طرح محفوظ ہے، جسے ہم ایمان کہتے ہیں۔ اسی ایمان کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’جس شخص کو ایمان کی حلاوت نصیب ہوجاتی ہے وہ آگ میں ڈالے جانے کو تو برداشت کرسکتا ہے، مگر ایمان سے دست برداری کو گوارا نہیں کرسکتا۔‘‘ (بخاری و مسلم)

ایمان کے بہت سے تقاضوں میں ایک اہم تقاضا یہ بھی ہے کہ مسلمان اپنے ملی تشخص کو برقرار رکھیں، اپنی تہذیب و ثقافت کی حفاظت کریں اور اغیار کے تمدن و حضارت سے اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو بچانے کی فکر کریں۔

اگر مسلمان اس سلسلے میں کامیاب ہوگئے تو پھر کوئی طاقت انہیں عروج و سربلندی سے نہیں روک سکتی، مگر افسوس کہ اقبال مرحوم نے سچ کہا تھا:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

رواداری، مگر کس حد تک:

ہر دور میں مشترک ماحول اور دیگر محرکات کے زیر اثر بعض انسانی طبیعتوں کا یہ تقاضا رہا کہ وہ چیزیں جو اسلام میں داخل نہیں ہیں، ان کو اسلام کی سند دلائی جائے اور کچھ ایسی باتیں جو اسلام میں شامل ہیں ان کو اسلام کی نسبت سے بیان نہ کیا جائے۔ اس بات کو لوگ زمانے کے ساتھ چلنے کا عنوان دیتے ہیں اور ایسا نہ کرنے کو دقیانوسی اور قدامت پسندی سے تعبیر کرتے ہیں۔ گویا اسلام کو زمانے کے ساتھ چلنا ہے، نہ کہ زمانے کو اسلام کے ساتھ! بالفرض اسلام اگر ان کے کہنے پر زمانے کے ساتھ چلنے لگتا تو اسلام (جو اس قدر زمانے دیکھ آیا ہے اور اس قدر زمانے اس پر ابھی اور آنے ہیں) کچھ سے کچھ ہوجاتا؛ مگر اسلام آج بھی وہ ٹھوس حقیقت ہے جو آج سے چودہ صدیاں پیشتر تھی اور قیامت تک اس کو ویسا ہی رہنا ہے۔

اسلام امن و سلامتی کا سرچشمہ اور انسانوں کے درمیان محبت، اخوت اور رواداری کو فروغ دینے والا دین ہے۔ یہ اللہ رحمٰن و رحیم کا وہ پسندیدہ دین ہے جو اگر ایک طرف بندوں کا رشتہ معبودِ حقیقی سے مضبوط کرتا ہے تو دوسری طرف انسانوں کے درمیان محبت و بھائی چارہ کی فضا قائم کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہ حیثیت انسان کافروں کی جان و مال اور عزت و آبرو سے عدم تعرض اور ان کے تئیں ظلم و زیادتی سے اجتناب اسلامی تعلیمات کا اہم حصہ ہے، غیر مسلم برادرانِ وطن

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

کے ساتھ معاشرتی زندگی میں حسن اخلاق اور نرمی واچھائی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کا نمایاں باب ہے، اپنے اردگرد پائے جانے والے غیر مسلم پڑوسیوں کے ساتھ بات چیت اور خندہ پیشانی کا مظاہرہ بہ حیثیت داعی ہمارا فرض منصبی ہے، ہمیں ایسے لوگوں سے اسلامی اخلاق کے ساتھ پیش آنا ہی چاہئے اور ساتھ ہی ساتھ موقع بہ موقع انہیں اسلام کی دعوت بھی دیتے رہنا چاہئے، دکھ درد اور غم وتکلیف کے وقت ان کی داد رسی کرنا ان کے ویران دلوں میں ایمان کی شمع روشن کرسکتا ہے، لیکن ان سب اعمال کے لئے حدود و شرائط ہیں۔ معاشرتی زندگی میں غیر مسلموں کی خوشیوں اور تہواروں میں شریک ہونا، ان کے لئے قلبی میلان رکھنا، ان کے مذہبی مراسم میں شرکت کرنا کسی طور جائز نہیں، بلکہ فقہا کے مطابق کفار ومشرکین کی مذہبی تقریبات میں شرکت بہت ہی سنگین گناہ ہے، کیونکہ بسا اوقات شرکت کرنے والا کفر میں بھی ملوث ہوسکتا ہے۔

قرآن وسنت سے رہنمائی:

مذاہب عالم کے درمیان اسلام کی حیثیت بالکل منفرد ہے، وہ اپنے عقائد ونظریات کے حوالے سے بہت ہی باغیرت اور حساس واقع ہوا ہے، اس تعلق سے اسلام میں ذرہ برابر بھی لچک نہیں ہے اور نہ اس کو کبھی برداشت کیا گیا ہے، چناں چہ قرآن وحدیث میں متعدد مقامات پر اغیار کی مشابہت سے منع کیا گیا اور کفار ومشرکین کے مذہبی امور میں شرکت کی مذمت بیان کی گئی، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں: ”آج کل یہ بے ہودہ رسم نکلی ہے کہ مسلمان کفار کے تہواروں میں شریک ہوتے ہیں اور عید بقر عید کے موقع پر انہیں شریک کرتے ہیں۔ یہ تو وہی قصہ ہوگیا ہے جیسا کہ مشرکوں نے آپؐ سے کہا تھا کہ: ”اے محمد! ہم اور آپ صلح کرلیں... ایک سال آپ ہمارے دین کو اختیار کرلیں اور دوسرے سال ہم آپ کے دین کو اختیار کرلیں گے۔“ اسی وقت سورہ ”کافرون“ نازل ہوئی یعنی نہ میں تمہارا دین اختیار کروں گا اور نہ تم میرا دین قبول کرو گے۔ تمہیں تمہارا دین مبارک، مجھے میرا دین! لہٰذا کافروں کے میلوں اور تہواروں سے تو بالکل علیحدہ رہنا چاہئے۔ ہندوستان میں چونکہ سبھی مذاہب والے ایک جگہ رہتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ آپس میں لڑیں نہیں، باقی مسلمانوں کو ان کے میلوں ٹھیلوں اور تہواروں میں شرکت کرنے کو بالکل بند کردینا چاہئے۔“ (اشرف التفاسیر جلد چہارم، ص:۱۵۳)

حضرت ثابت بن ضحاک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص نے ”بوانہ“ جگہ پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ”میں نے ”بوانہ“ جگہ پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا: وہاں پر جاہلیت کے دور میں کسی بت کی پوجا تو نہیں ہوتی تھی؟ اس نے کہا: ”نہیں!“ آپ نے پھر استفسار فرمایا: وہاں پر کوئی ان کا تہوار تو نہیں لگتا تھا؟ اس نے کہا: ”نہیں!“ تو آپ نے فرمایا: جاؤ اپنی نذر پوری کرو، اور ایسی کوئی نذر پوری نہیں کی جاتی، جس میں اللہ کی نافرمانی ہو، اور ایسی چیز کی نذر بھی پوری نہیں کی جاسکتی جو ابن آدم کی ملکیت میں نہ ہو۔ (ابوداؤد)

غور وفکر کا مقام ہے کہ نذر پوری کرنے کے واجب ہونے کے باوجود نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو اس وقت تک نذر پوری کرنے کی اجازت نہیں دی، جب تک اس نے یہ نہیں بتلا دیا کہ وہاں پر کفار کا کوئی تہوار منعقد نہیں ہوتا تھا، اور آپؐ نے یہ بھی بتلا دیا کہ: ایسی کوئی نذر پوری نہیں کی جاتی، جس میں اللہ کی نافرمانی ہو۔ چنانچہ ان کے تہوار والی جگہ پر اللہ تعالیٰ کے لئے ذبح کرنا معصیت ہے تو ان کے تہوار میں بنفسِ نفیس شرکت کتنا بڑا گناہ ہوگا؟

اسی طرح سنن ابوداؤد میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں سے ہے۔ اور ایک حدیث میں یوں وعید بیان کی گئی: وہ ہم میں سے نہیں جو دوسروں

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

(غیر مسلموں) کی مشابہت اختیار کرے۔ چنانچہ کفار کے ساتھ محض عادات میں مشابہت اختیار کرنے پر اتنی بڑی وعید ہے، تو آگے بڑھ کر عبادات میں شرکت کرنے پر کتنی بڑی وعید ہوگی؟

امیرالمومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا تھا: ”ہم وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ساتھ مربوط و منسلک رہنے میں عزت عطا فرمائی ہے، اگر ہم اسلام کے علاوہ کسی دین یا تحریک سے اپنی عزت کی راہیں ڈھونڈنے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں ذلیل ورسوا کردے گا۔“

اسلافِ امت کا فیصلہ:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ کفار کی کسی بھی شکل میں مشابہت اختیار کریں، ان کے تہواروں میں، کھانے پینے، لباس، غسل، آگ جلانے، یا کام سے چھٹی وغیرہ کر کے، ان کے ساتھ مشابہت اختیار کریں، ایسے ہی ان دنوں میں دعوتیں کرنا، تحائف دینا، اوران کے تہواروں کے لئے معاون اشیاء کواسی مقصد سے فروخت کرنا کہ ان کے کام آئیں گی، بچوں کوان کے تہواروں کے خاص کھیل کھیلنے کی اجازت دینا، اور اچھے کپڑے زیب تن کرنا، یہ سب کچھ حرام ہے۔ مجموعی طور پر کوئی بھی مسلمان ان کے شعائر کوان کے تہواروں میں نہ اپنائے، بلکہ ان کے ایامِ تہوار مسلمانوں کے ہاں عام دن کی طرح گزارے جائیں گے اور کسی بھی کام کوان دنوں کے ساتھ مختص نہیں کریں گے۔“ (فتاویٰ ابن تیمیہ)

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”کفریہ شعائر پر مبارکباد دینا سب کے ہاں مسلّمہ طور پر حرام ہے، مثال کے طور پر کفار کے تہواروں اور عبادات پر مبارکباد دیتے ہوئے کہنا کہ تمہیں تمہارا تہوار اور عید مبارک ہو، یا اس طرح کا کوئی بھی جملہ ادا کرنا، اس سے اگر مبارکباد دینے والا شخص کفر کا مرتکب نہ بھی ہوتو اتنا ضرور ہے کہ ان الفاظ کا منہ سے نکالنا ہی حرام ہے، اور یہ ایسے ہی ہے کہ صلیب کوسجدہ کرنے پر مبارکباد دی جائے، بلکہ شراب نوشی، قتل، اور زنا سے بھی بڑھ کر اس کا گناہ ہے۔“ (احکام اہل الذمہ)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ ارقام فرماتے ہیں: ”اگر یہودیوں اور عیسائیوں کا مخصوص تہوار منایا جا رہا ہوتو اس میں کوئی بھی مسلمان شرکت نہ کرے، بالکل ایسے ہی جیسے ان کی شریعت اور قبلہ نہیں مانتا اسی طرح ان کے تہوار میں بھی شرکت نہ کرے۔“ (تحبہ الخس بال الخس)

آخر میں ازہر ہند دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں!

”ہندوؤں کے یہاں چوں کہ وحدت ادیان کا نظریہ پایا جاتا ہے، اس لئے وہ لوگ اسلامی تہواروں کے موقع پر مسلمانوں کوخوب دل کھول کر مبارک باد دیتے ہیں، لیکن مذہب اسلام میں صرف اسلام ہی حق اور صحیح مذہب ہے، باقی سب مذاہب باطل ہیں، اس لئے مسلمان کے لئے کوئی ایسا کام جائز نہیں، جس سے غیروں کی کسی مذہبی چیز کی تعظیم وتکریم یا اس کی تعریف وغیرہ لازم آتی ہو، بلکہ اس طرح کی چیزوں میں کفر کا اندیشہ ہوتا ہے، اس لئے مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ہولی یا دیوالی کے موقع پر غیر مسلموں کو مبارک بادیں دیں، اس میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے، البتہ اگر سخت مجبوری کی صورت ہو مثلاً کوئی ایسا کاروباری ساتھی یا ماتحت ملازم یا کمپنی کا مالک ہے کہ اگر اس موقع پر اس سے مسرت کا اظہار نہ کیا جائے تو اس کی جانب سے ضرر کا اندیشہ ہے یا ملک میں مذہب کی بنیاد پر منافرت پھیلانے والوں کومزید منافرت پھیلانے کا موقع ملے گا تو ایسی مجبوری میں مجمل الفاظ کہنے کی گنجائش ہوگی، مثلاً یوں کہہ دے کہ میری نیک تمنائیں تمہارے ساتھ ہیں اور نیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو ایمان نصیب فرمائیں، تہوار وغیرہ کی تعظیم یا تعریف وغیرہ ہرگز مقصود نہ ہوتو شرعاً ان شاء اللہ! اس کی گنجائش ہوگی۔“ واللہ تعالیٰ اعلم ☆☆

تحفظ ختم نبوت کانفرنس ۵۴۴ چوک سرور شہید

مظفر گڑھ.... جامع مسجد سیدنا صدیق اکبرؓ میں ۱۰/نومبر ۲۰۲۰ء بروز منگل بعد نماز ظہر تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس سے شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید فاروقی، مفتی زبیر احمد صدیقی کے خطاب ہوئے۔ ہدیۂ نعت محمد صابر نے پیش کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد سلیم نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس کے اختتام پر شرکاء میں ختم نبوت کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ کانفرنس میں مولانا سعیداللہ ارشد، مفتی حفظ الرحمٰن، قاری محمد اقبال، مولانا محمد ساجد مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ودیگر علماء کرام وعوام الناس نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ مقامی امام و خطیب مولانا شاہد اور تمام معاونین کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور اس کانفرنس کو قادیانیوں کی ہدایت اور مسلمانوں کے ایمان کے تحفظ کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

فتنہ گوہر شاہی کے تعاقب میں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کاوشوں کی تازہ ترین صورت حال

محترم جناب بیورو چیف، مدیر محترم، پریس نمائندگان وصحافی حضرات!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج مورخہ 17/نومبر 2020ء کو حیدرآباد پریس کلب میں عدالتی سزایافتہ ریاض احمد گوہر شاہی کی تنظیم انجمن سرفروشان اسلام کی تازہ صورتحال پر بریفنگ دینے کے لئے پریس کانفرنس کی جارہی ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ملک عزیز پاکستان میں انجمن سرفروشان اسلام کی اسلام دشمن اور غیرقانونی سرگرمیوں سے متعلق انتظامیہ اور سرکاری اداروں کو آگاہ کرتی رہی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مورخہ 31/اگست 2015ء کو پراونشل اسسٹنٹ رجسٹرار جوائنٹ اسٹاک کمپنیز حیدرآباد ریجن حیدرآباد کو درخواست جمع کرائی کہ انجمن سرفروشان اسلام کی رجسٹریشن منسوخ کی جائے۔ رجسٹریشن کینسلیشن درخواست کی کاپی برائے اطلاع صوبہ سندھ کے سیکرٹری مذہبی امور، ڈائریکٹر اینڈ سیکریٹری انڈسٹری اینڈ کامرس، چیف جسٹس سندھ ہائی کورٹ، گورنر سندھ، وزیراعلیٰ سندھ، سیکریٹری ہوم ڈیپارٹمنٹ، ڈی جی رینجرز سندھ، آئی جی سندھ، ڈویژنل کمشنر حیدرآباد، ڈی آئی جی حیدر آباد ڈویژن، SSP حیدرآباد، جامشورو کو بذریعہ ملاقات وTCS کے ارسال کی گئی۔

جبکہ مورخہ 2/ستمبر 2017ء کو وزارتِ داخلہ نیشنل کرائسز منیجمنٹ سیل، اسلام آباد کو بھیجی۔ جس کی کاپی ہوم ڈیپارٹمنٹ کراچی، آئی جی سندھ، کور کمانڈر کراچی، ڈی آئی جی پولیس حیدر آباد، ڈی جی ISI اسلام آباد، جوائنٹ اسٹاک حیدرآباد کو ارسال کی گئی۔ ان تحریری درخواست میں مندرجہ ذیل امور کی نشاندہی کی گی:

(1) ریاض احمد گوہر شاہی اور اس کے مریدین کو پاکستان کی اعلیٰ عدالتیں سزا سنا چکی ہیں۔

(2) ہوم ڈیپارٹمنٹ سندھ نے 09/6/2004 کو رسالہ بنام ”ہم نے گوہر شاہی کو امام مہدی کیوں مانا؟“ کو BANE کرنے کا آرڈر جاری کیا۔

(3) تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے گوہر شاہی اوراس کی تنظیم کے نظریات کو کفریہ قرار دیا۔

(4) ڈی آئی جی اسپیشل برانچ کراچی نے انجمن سرفرشان اسلام کی نئی کابینہ کی منظوری کے لئے جمع کردہ ڈاکومنٹ کو جعلی قراردیا۔ (تمام ثبوت موجود ہیں)۔

ان تمام حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے صوبائی اسسٹنٹ رجسٹرار جوائنٹ اسٹاک کمپنیز حیدرآباد ریجن نے مورخہ 10/11/2020 کو لیٹر جاری کیا کہ انجمن سرفروشان اسلام رجسٹریشن نمبر 1975 کو سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ 1860ء کی دفعہ 4 کے تحت مطلوبہ اصول وضوابط پر عملدر آمد نہ کرنے کی وجہ سے کینسل کردیا ہے۔

معزز صحافی حضرات! آج کی پریس کانفرنس کے توسط سے ہم جوائنٹ اسٹاک کمپنیز حیدرآباد ریجن، سیکرٹری مذہبی امور، انڈسٹری اینڈ کامرس ودیگر جملہ اداروں کا شکریہ ادا کرتے ہیں، جنہوں نے انجمن سرفروشان اسلام کی غیر اسلامی وغیر قانونی سرگرمیوں کو سامنے رکھ کر ان کی رجسٹریشن کو کینسل کیا۔

نیز ہم آپ صحافی حضرات کا بھی تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ انجمن سرفرشان اسلام سے متعلق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی پریس ریلیز کو کوریج دیتے رہے۔

آخر میں ہم افسران بالا، انتظامیہ، سرکاری اداروں سے امید رکھیں گے کہ آئندہ انجمن سرفرشان اسلام پر کڑی نظر رکھی جائے گی اوران کی سرگرمیوں کا سدباب کیا جائے گا۔

پریس ریلیز جاری کردہ

(مولانا) توصیف احمد

مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد ڈویژن

سیل: 0333-3553926

ای میل: tauseefahmed926@gmail.com

تحریک ختم نبوت پر ایک تاریخی دستاویز

نابغہ وعبقری شخصیت کے مالک حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کو تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر ایک جری، دلیر اور تہور پیشہ سپہ سالار کی حیثیت حاصل ہے۔ تقریر و تحریر ہو یا مباحثہ و مناظرہ، دونوں میں انہیں لاثانی خداداد ملکہ حاصل ہے۔ مطالعہ و تحقیق اور تصنیف و تالیف ان کے محبوب و مرغوب مشاغل ہیں۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کی نئی کتاب ''تحریک ختم نبوت'' نہایت مبسوط، مدلل، مربوط، جامع اور تحقیقی کتاب ہے۔ ۱۹۳۴ء کی **ختم نبوت کانفرنس قادیان سے دسمبر ۲۰۱۹ء تک** تحریک ختم نبوت جن مراحل سے گزرتی رہی، اس کی لمحہ بہ لمحہ رپورٹ کو جمع کر دیا گیا ہے۔ دس ضخیم جلدوں کے ساڑھے چھ ہزار صفحات پر مشتمل قریباً ایک صدی کی عشق و محبت کی داستان لازوال جو ایمان پرور، جہاد آفرین بھی ہے اور حقائق افروز بھی۔ اس کی ترتیب و تہذیب اور تالیف و تدوین بڑی عرق ریزی، دقت نظر اور حسن عقیدت سے کی گئی ہے۔ انداز نگارش ایسا سحر انگیز ہے کہ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے جیسے مولانا خود ان تمام حالات و واقعات کے عینی شاہد ہیں۔

یہ کتاب کارکنانِ تحفظ ختم نبوت کے لئے ایک دستور العمل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں ایمان پرور واقعات، اکابرین کے ولولہ انگیز خطابات، پس پردہ حقائق، ہوشربا انکشافات، حکمرانوں کی قادیانیت نوازی اور مختلف اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا بھرپور تذکرہ ہے، جس کے مطالعہ سے دلوں میں عقیدت و محبت کی ایک برقی رو دوڑ جاتی ہے۔ دینی غیرت و حمیت کی ایسی پُرسوز و گداز کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ خون جوش مارتا اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ ایسی کیفیات اور احساسات کو جاننے اور سمجھنے کے لئے اس تاریخی کتاب کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب کارکنانِ تحفظ ختم نبوت کے لئے انمول سوغات اور سدا بہار گلدستہ ثابت ہوگی۔ مزید برآں اس اہم موضوع پر ریسرچ کرنے والے اسکالرز اور طالب علموں کے لئے بھی چراغ راہ کا کام کرے گی۔

مکمل سیٹ کی رعایتی قیمت صرف 2500 روپے

facebook amtkn313
WWW.AMTKN.COM
ameer@khatm-e-nubuwwat.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

تحریکِ ختمِ نبوّت

1934ء تا 2019ء

مکمل سیٹ دس جلدیں

ترتیب و تحقیق

شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مکمل سیٹ کی رعائتی قیمت صرف -/2500 روپے ہے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔
061-4783486
0303-7396203

نوٹ: ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے یہ سیٹ مل سکتا ہے